عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۲۹ تا ۶؍ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍دسمبر ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۴۶

پاکستان نئے بحران کی زد میں

دنیا پاکستان کو سیکولر اور لبرل ملک بنانے کے درپے ہے

ختمِ نبوّت کانفرنس لاہور سے
قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہٗ کا خطاب

امانت اور خیانت

ازدواجی زندگی اور طلاق کی حیثیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

وراثت کی تقسیم

س:...... مفتی صاحب! مندرجہ ذیل افراد میں وراثت تقسیم کیسے ہوگی؟
ایک بیوہ، ۴ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ان ورثاء کو کتنا کتنا حصہ ملے گا۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں مرحوم کے کل ترکہ میں سے تجہیز و تکفین کے اخراجات نکالنے کے بعد اگر مرحوم پر قرض ہو تو پہلے وہ ادا کیا جائے یا اگر کوئی جائز وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں سے اسے نافذ کیا جائے۔ بشرطیکہ یہ وصیت کسی غیر وارث کے لئے ہو، اس کے بعد کل ترکہ کو ۸۰ حصوں میں تقسیم کر کے بیوہ کو ۱۰ حصے اور ہر ایک بیٹی کو ۷ حصے اور ہر ایک بیٹے کو ۱۴ حصے ملیں گے۔

سجدہ سہو کے واجب ہونے کا اصول

س:...... ایک شخص نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں جانے والا تھا کہ اسے یاد آگیا کہ ابھی سورۃ بھی پڑھنی ہے تو اس نے بغیر ہاتھ باندھے کھڑے سورۃ پڑھی اور رکوع میں چلا گیا۔ سورۃ فاتحہ کے بعد جو اس نے ہاتھ چھوڑ دیے کیا اس سے سجدہ سہو لازم ہوگیا؟ یا نماز درست ہوگئی؟

ج:...... ہاتھ چھوڑنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوا، کیونکہ ہاتھ باندھنا نماز کی سنت ہے، سجدہ سہو کے واجب ہونے کا اصول یہ ہے کہ کسی فرض کی تاخیر یا کسی واجب کے چھوٹ جانے سے یا واجب کی تاخیر سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ آگے اس اصول کی جزئیات بے شمار ہیں۔ نماز میں کسی سنت کے چھوڑ دینے سے سجدہ سہو تو واجب نہیں ہوتا، لیکن نماز کے اجر و ثواب میں کمی ہوجاتی ہے۔

حصولِ علم کے لئے والدین کی اجازت

س:...... ایک شخص علم دین حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کا کاروبار وغیرہ بھی مناسب ہے اور مالی حالت اچھی ہے اور والدین بھی تندرست ہیں، خدمت کے محتاج نہیں ہیں کیا ایسی صورت میں بلا اجازت والدین حصول علم کے لئے جاسکتا ہے یا نہیں؟ والدین کی نافرمانی تو نہیں ہوگی؟

ج:...... ضرورت کے بقدر علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے ضروری ہے۔ کم از کم اتنا علم ہو کہ دین کی بنیادی ضرورتوں سے آگاہی حاصل ہوسکے اور اس کے لئے والدین کو بھی اجازت دینی چاہئے، اگر والدین اجازت نہ دیں تو بھی عاقل بالغ شخص دینی علم کے حصول کے لئے جاسکتا ہے اور والدین کے ضعیف اور محتاج نہ ہونے کی وجہ سے یہ نافرمان بھی نہیں ہوگا۔

"رجل خرج فی طلب العلم بغیر اذن والدیه فلابأس به ولم یکن هذا عقوقاً" (فتاویٰ عالمگیری، ص:۳۶۶، ج:۵)

س:...... ایک شخص کو زکام ہے اور اسے بار بار چھینک آتی ہے تو کیا ہر بار الحمدللہ کہنا ضروری ہے؟ اسی طرح چھینک کا جواب دینے والا بھی کیا بار بار یرحمک اللہ کہتا رہے؟

ج:...... اسلام میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کئی حقوق مقرر کئے گئے ہیں، ان حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ جب کوئی چھینکنے والا الحمدللہ! کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہا جائے، لیکن اگر اس کو بار بار چھینکیں آتی ہوں تو تین دفعہ سے زائد پر جواب نہ دینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ بار بار جواب دینے میں حرج اور تکلیف ہوتی ہے۔

"فان عطس اکثر من ثلاث مرات فالعاطس یحمدالله کل مرة فمن کان بحضرته ان شمته فی کل مرة فحسن وان لم یشمت بعد الثلاث تحسن ایضاً" (فتاویٰ عالمگیری، ص:۳۲۶، ج:۵)

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۷　۲۹ ربیع الاوّل تا ۶ ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵ دسمبر ۲۰۱۸ء　شمارہ:۴۶

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پاکستان نئے بحران کی زد میں!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کا خطاب	۹	مولانا محمد قاسم
دفاعِ ناموسِ رسالت کانفرنس	۱۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ	۱۷	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
امانت اور خیانت	۱۹	مفتی تنظیم عالم قاسمی
ازدواجی زندگی اور طلاق کی حیثیت	۲۲	مولانا سید صہیب حسنی ندوی
فتنۂ قادیانیت.... پس منظر اور پیش منظر (۳)	۲۵	محمود راجا سجاول

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری　مطبع: القادر پرنٹنگ پریس　طابع: سید شاہد حسین　مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

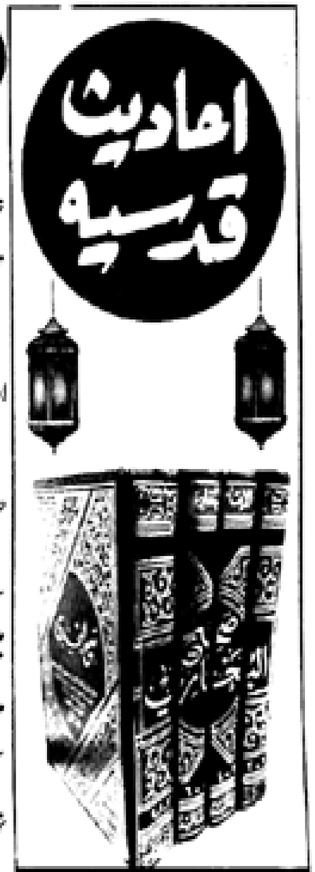

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلویؒ

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر

حدیث قدسی ۲۰: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس شخص کو آگ کا عذاب نہ کروں گا، جس کا نام تیرے نام پر رکھا گیا ہو۔ (دیلمی)

حدیث قدسی ۲۱: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: تم جیسا عمل کروگے ویسا ہی بدلہ تم کو دیا جائے گا۔ (دیلمی)

حدیث قدسی ۲۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے چند باتیں دریافت کیں اور میں دریافت نہ کرتا تو اچھا ہوتا، میں نے عرض کیا: اے رب! مجھ سے پہلے رسولوں میں سے کوئی مردے زندہ کرتا تھا اور ان میں سے کسی کے لئے تو نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تم کو یتیم پاکر کوئی ٹھکانہ نہیں دیا؟ میں نے عرض کیا: بے شک! پھر فرمایا: کیا تم کو راہ متلاشی دیکھ کر میں نے ہدایت نہیں کی؟ میں نے عرض کیا: بے شک! پھر فرمایا، کیا میں نے تم کو تنگدست دیکھ کر مال دار نہیں کر دیا؟ میں نے عرض کیا: بے شک! پھر فرمایا: کیا میں نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا؟ کیا تمہارا وہ بوجھ جس سے تمہاری کمر جھکی جاتی تھی، تم سے نہیں اتارا؟ کیا تمہارے ذکر کو میں نے بلند نہیں کیا؟ میں نے کہا: بیشک! اے رب یہ سب کچھ تو نے کیا، پس میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میں یہ سوال نہ کرتا تو اچھا ہوتا۔ (حاکم، بیہقی، ابن عساکر) یعنی حضرت حق کے توجہ دلانے سے معلوم ہوا کہ پہلے نبیوں سے تو مجھے بہت زیادہ دیا گیا ہے، اس لئے خیال ہوا کہ ناحق ہی سوال کیا۔

حدیث قدسی ۲۳: عبداللہ بن حوالہ کے واسطے سے ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شام (ملک شام) کو لازم پکڑو، تم جانتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے شام کو خطاب کر کے کیا فرمایا ہے: اے شام! تجھ پر میرا ہاتھ ہے، تو تمام شہروں میں سے میرا برگزیدہ ہے، تجھ میں اپنے برگزیدہ بندوں کو داخل کروں گا، اے شام! تو میرے انتقام کی تلوار ہے اور میرے عذاب کا کوڑا ہے تو جگہ ہی اچھے لوگوں کی ہے اور تیری ہی طرف محشر ہوگا۔ (طبرانی، ابن عساکر)

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

فقہی شرائط امامت

س:...... عذر کی تفصیلات کیا بتلائی جاتی ہیں؟

ج:...... (۱)... ہر وقت پیشاب کا جاری رہنا، (۲)... زخم یا نکسیر سے ہر وقت خون جاری رہنا، (۳)... ہر وقت گیس کا مریض رہنا، ۴:... توتلا ہونا (زبان سے الفاظ کا صاف ادا نہ ہونا)، (۵)... ہکلا ہونا (رُک رُک کر بولنا، مسلسل پوری بات نہ کر سکنا)، (۶)... نماز ادا کرنے کی شرائط میں سے کسی شرط کا کم ہونا (مثلاً بے وضو یا بے غسل ہونا، کپڑوں، جگہ کا پاک نہ ہونا، ستر کا کھلا ہونا، منہ قبلے کی طرف نہ ہونا، جو نماز پڑھا رہا ہے اس کے وقت کا نہ ہونا، قیام کی حالت میں سیدھا کھڑا نہ ہونا وغیرہ وغیرہ)۔

فقہی شرائط اقتدأ

س:...... اقتدأ کسے کہتے ہیں؟

ج:...... کسی کی پیروی کرتے ہوئے (پیچھے چلتے ہوئے) کسی کام میں اس کی ہدایت پر عمل کرنے کو اقتدأ کہتے ہیں، جس کی اقتدأ کی جائے اسے امام اور اقتدأ کرنے والے کو مقتدی کہتے ہیں۔

س:...... نماز میں امام کی اقتدأ کرنے والے کے متعلق کیا کیا شرائط بتلائی جاتی ہیں؟

ج:...... مقتدی سے متعلق درج ذیل شرائط بتلائی جاتی ہیں:

(۱) امام کی اقتدأ کا دل میں ارادہ کرے، (۲) اقتدأ کے دوران امام سے آگے اپنے قدم (پیر) نہ رکھے، (۳) امام جس فرض نماز کی امامت کرا رہا ہے مقتدی بھی وہی فرض ادا کرنے کی نیت کرے، کسی دوسرے فرض کی نہیں البتہ فرض پڑھانے والے امام کے پیچھے نفل کی نیت سے اقتدأ کی جا سکتی ہے (واضح رہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز کی نیت سے اقتدأ نہیں کی جا سکتی)، (۴) مقتدی اسی جگہ (مکان) میں اقتدأ کر رہا ہو جس جگہ امام صاحب امامت کرا رہے ہوں (امام صاحب اور مقتدی علیحدہ علیحدہ مکانات میں یعنی جگہوں میں نہ ہوں)، (۵) امام اور مقتدی کے درمیان چار فٹ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو، اسی طرح دو صفوں کے درمیان بھی فاصلہ چار فٹ سے زیادہ نہ ہو، (۶) دوران جماعت مقتدی کو امام کے ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کا پتہ چلتا رہے، چاہے امام یا مکبر کی آواز سے یا لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے یا اگلے مقتدیوں کو یا امام کو دیکھ کر۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

پاکستان نئے بحران کی زد میں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ملک عزیز اس وقت جن داخلی وخارجی خطرات کے گرداب میں گھرا ہوا ہے وہ کسی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں۔ لگتا یوں ہے کہ پاکستان کو اقتصادی مشکلات کا شکار دکھا کر اور باور کرا کر صاحبانِ اقتدار و اختیار سے اپنے من مانے فیصلے اور مطالبات کرائے اور منوائے جارہے ہیں۔ ہمارے اربابِ حکومت بھی ان بیرونی قوتوں اور اپنے ان مغربی آقاؤں کی ہاں میں ہاں ملانے کو اپنے لئے سعادت دارین سمجھ کر ان کے ہر جائز وناجائز مطالبہ کے سامنے سر تسلیم خم کئے جارہے ہیں۔ اور اپنی پاکستانی قوم سے اس انداز سے خطاب اور بات کرتے ہیں، جیسے پوری پاکستانی قوم ان کی غلام اور یہ ان کے آقا ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے کہ جس ملعونہ آسیہ کو سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ پوری عدالتی کارروائی اور مراحل کو روبعمل لاکر اسے سزائے موت سناتی ہے، اسے اس حکومت کے آتے ہی برأت اور رہائی کا پروانہ مل جاتا ہے اور جب پاکستانی قوم کشمیر تا کراچی سراپا احتجاج بنتی ہے، ایک طرف تو انہیں یوں مخاطب کیا جاتا ہے کہ یہ مٹھی بھر لوگ ہیں اور احتجاج کرنے والوں سے سختی سے نمٹا جائے گا۔ وزیر اطلاعات کہتا ہے کہ ان کے ساتھ ایسا کچھ کیا جائے گا کہ انہیں پتا بھی نہیں چلے گا۔ اور دوسری طرف دارالحکومت کے عین نیچے، راولپنڈی میں، بحریہ ٹاؤن اسکیم میں حضرت مولانا سمیع الحقؒ (جن کی ساری زندگی اپنے ملک پاکستان کے استحکام اور حفاظت میں گزری) اپنے گھر میں دن دہاڑے شہید ہوجاتے ہیں اور تاحال ان کے قاتلین کا سراغ بھی نہیں ملتا۔ کیا کہا جائے کہ حکومت کا کام صرف انارکی پھیلانا ہے، کشت وخون، قتل وقتال، ڈکیتی، چوری اور اغوا کاروں کو پکڑنا اس کا کام نہیں۔

آخر حکومتی افراد اس ملک اور قوم کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں؟! اگر حکومت ملعونہ آسیہ کی رہائی کو دباؤ کا نتیجہ نہیں سمجھتی تو اس کے پاس قوم کے ان سوالات کا کیا جواب ہے:

۱:- اس ۲۰۱۸ء کے ماہ جنوری میں یورپی یونین کا وفد آکر پاکستانی حکام پر پاکستان کی تجارتی پالیسی میں شرکت کی بقا کو آسیہ ملعونہ کی رہائی کے ساتھ کیوں مشروط کرتا ہے؟

۲:- وزیراعظم صاحب وزیراعظم بنتے ہی یہ کیوں انٹرویو دیتے ہیں کہ جب آسیہ ملعونہ معافی مانگ رہی ہے تو اس کو معافی دے دینی چاہئے؟

۳:- فیصلے سے پہلے پورے ملک میں ہائی الرٹ کے احکامات کیوں دیئے گئے تھے؟

۴:- حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ جب وزیراعظم عمران خان صاحب سے ملے اور انہوں نے سوال کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آسیہ ملعونہ کی رہائی کی باتیں ہورہی ہیں اور آپ پر دباؤ ڈالا جارہا ہے، میں آپ کو کہتا ہوں کہ ان کے دباؤ میں نہ آئیں، تو وزیراعظم صاحب نے اس کا انکار کیوں نہیں کیا؟

۵:- آسیہ ملعونہ کی رہائی پر برطانیہ کی پارلیمنٹ، ان کا وزیراعظم، عیسائیوں کا پوپ اور پورا یورپ، امریکہ اور نعوذ باللہ! حضور اکرم ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنانے والا ملعون کیوں خوشیاں منا رہا ہے؟

۶:۔صرف یہی نہیں، بلکہ شیطان کی آنت کی طرح امریکہ اور برطانیہ کے مطالبات میں اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟اس فیصلے کے بعد امریکہ نے پاکستان سے ۴۰ گستاخوں کی رہائی کا مطالبہ کردیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آسیہ ملعونہ کی حفاظت یقینی بنانے،توہین رسالت کے قوانین بدلنے کی فرمائش،آسیہ ملعونہ کی رہائی کے فیصلے کی تحسین،پاکستان سے سزائے موت ختم کرنے کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔روزنامہ امت کی درج ذیل خبر میں ملاحظہ فرمائیں:

’’واشنگٹن،لندن(مانیٹرنگ ڈیسک)امریکہ نے پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ توہین رسالت کے جرم میں قید ۴۰ افراد کو رہا کیا جائے اور آسیہ بی بی کی حفاظت یقینی بنائی جائے جبکہ برطانیہ نے بھی آسیہ بی بی کی بریت کے فیصلے کو جرات مندانہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان سزائے موت کا قانون ختم کرے،امریکہ کے بین الاقوامی مذہبی آزادی کمیشن(یو ایس سی آئی آر ایف)نے سپریم کورٹ کی جانب سے توہین رسالت کیس میں آسیہ بی بی کی سزائے موت کالعدم قرار دینے کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ توہین مذہب کے الزام میں گرفتار دیگر ملزمان کو رہا کیا جائے۔یو ایس سی آئی آر ایف نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ آسیہ بی بی کی بریت کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہیں کیونکہ ان کے دفاع کے دوران پاکستانی حکومت کے دو عہدیداروں شہباز بھٹی اور سلمان تاثیر کو قتل کیا گیا۔امریکہ کے بین الاقوامی مذہبی آزادی کمیشن کے چیئرمین ٹینزن ڈورجی نے الزام لگایا کہ آسیہ بی بی کا کیس واضح کرتا ہے کہ توہین مذہب کے قوانین کو کس حد تک اقلیتی برادری کو نشانہ بنانے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے،جبکہ ان قوانین کا مقصد فرد کے بجائے پورے مذہب کی حفاظت کرنا ہونا چاہئے،انہوں نے کہا اس کیس کو بین الاقوامی انسانی حقوق کے معیار کے مطابق ہونا چاہئے تھا۔انہوں نے کہا کہ یہ انتہائی تشویشناک بات تھی کہ آسیہ بی بی کا کیس اس حد تک پہنچا اور وہ پاکستان کی تاریخ میں توہین مذہب کے الزام میں سزائے موت پانے والی پہلی خاتون بن گئی،سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے بعد پیش آنے والی صورتحال پر یو ایس سی آئی آر ایف نے پاکستانی حکام پر زور دیا کہ وہ آسیہ بی بی کی رہائی پر ان کی حفاظت یقینی بنائیں،بیان میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قادیانی عبدالشکور سمیت توہین مذہب کے الزام میں قید ۴۰ افراد کو رہا کیا جائے اور توہین رسالت کے قانون کو تبدیل کیا جائے۔............دوسری جانب آسیہ بی بی کی بریت کی بازگشت برطانوی پارلیمنٹ تک بھی پہنچ گئی۔بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق وقفہ سوالات کے درمیان برطانوی وزیراعظم تھریسامے سے اس فیصلے کو تسلیم اور تعریف کرنے سے متعلق سوال پوچھا گیا۔برطانوی رکن پارلیمنٹ نے وزیراعظم تھریسامے سے پوچھا کہ کیا وزیراعظم تھریسامے پاکستان کی سپریم کورٹ کی جانب سے مسیحی خاتون اور ۵ بچوں کی والدہ آسیہ بی بی،جس نے پانی پینے کے معاملے پر پیدا ہونے والے تنازع کے نتیجے میں توہین مذہب کے الزام میں سزائے موت کا سامنا کرتے ہوئے ۸ سال جیل میں گزارے،اس کی سزا کالعدم قرار دینے کو خوش آمدید کہیں گی اور کیا وزیراعظم،پاکستان کے چیف جسٹس میاں ثاقب نثار کی جرات اور بہادری اور انصاف کی فراہمی قائم کرنے اور آسیہ بی بی کی رہائی سے تمام عقائد کے لئے مذہبی آزادی کے بھیجے گئے پیغام کی تعریف کریں گی؟اس پر برطانوی وزیراعظم نے جواب دیا کہ پاکستان سے آنے والی آسیہ بی بی کی رہائی کی خبر کا ان کے اہل خانہ اور پاکستان سمیت دنیا بھر میں ان کی رہائی کی مہم چلانے والوں کی جانب سے خیر مقدم کیا جانا چاہئے۔انہوں نے کہا کہ سزائے موت پر ہمارا ٹھوس موقف سب جانتے ہیں اور ہم عالمی سطح پر اس کے خاتمے کا مطالبہ کرتے ہیں۔‘‘ (روزنامہ امت کراچی،۲ نومبر ۲۰۱۸ء)

اس لئے پاکستان کی تمام دینی،مذہبی،سیاسی جماعتیں اور پوری پاکستانی قوم اس پر سراپا احتجاج ہے کہ ہمارے ملک کو یرغمال بنا کر ان کے اوپر بیرونی ایجنڈا مسلط کیا جارہا ہے اور موجودہ حکومت ان کے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے آلہ کار کے طور پر لائی گئی ہے،جیسا کہ ۸ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات شاہراہ

قائدین پر متحدہ مجلس عمل کے زیر اہتمام تحفظِ ناموسِ رسالت ملین مارچ کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا:

’’کراچی (رپورٹ:اسامہ عادل) متحدہ مجلس عمل کے تحت تحفظ ناموسِ رسالت ملین مارچ کے قائدین نے ملعونہ آسیہ کی رہائی کے فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے ناموس رسالت (ﷺ) تحریک جاری رکھنے اعلان کیا ہے۔ قائدین نے کہا کہ: فیصلہ قانون اور آئین کے بجائے عالمی دباؤ پر کیا گیا۔ موجودہ حکمرانوں کو مسلط کرنے کا مقصد ملک کی نظریاتی خودمختاری اور آزادی کو سلب کرنا ہے۔ ہم نظریاتی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ گرفتاریوں سے خوف زدہ نہیں، بلکہ سر پر کفن باندھ کر آچکے ہیں۔ عدالتی فیصلے کے خلاف آج ملک بھر میں ضلعی ہیڈکوارٹرز پر بعد نمازِ جمعہ پرامن احتجاج کیا جائے گا۔ ۵ انومبر کو لاہور میں ملین مارچ اور ۲۵ نومبر کو سکھر میں ختم نبوت کانفرنس ہوگی اور آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا فضل الرحمن، علامہ ساجد میر، عبدالغفور حیدری، شاہ اویس نورانی، معراج الہدیٰ صدیقی، مولانا راشد محمود سومرو، علامہ شبیر میثمی، محمد حسین محنتی، علامہ ناظر عباس تقوی، حافظ نعیم الرحمن، قاری محمد عثمان، یوسف قصوری، مولانا عبدالقیوم ہالیجوی، مولانا اعجاز مصطفیٰ نے جمعرات کو شاہراہ قائدین پر متحدہ مجلس عمل کراچی کے تحت تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) ملین مارچ کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ ملین مارچ کے شرکاء نے بے مثال مظاہرہ کرکے سچے اُمتی ہونے کا ثبوت دیا اور حکمرانوں پر واضح کردیا کہ توہین رسالت کے قانون کو تبدیل نہیں کرنے دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف گزشتہ جمعہ کو فرزندانِ اسلام کی عوامی عدالت نے فیصلہ دیا اور عدالتی فیصلے کو مسترد کردیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا کوئی فیصلہ قبول نہیں کیا جائے گا جو ناموسِ رسالت کے خلاف ہو۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو امریکہ کے حوالے کیا گیا اور ممتاز قادری کو پھانسی دے دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی نظریاتی شناخت ختم کردی گئی ہے۔ پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنایا جارہا ہے۔ ہم اس وقت بھی اپنے وطن کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ کیا وجہ ہے امریکہ اس فیصلے کو سراہ رہا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ بلجیم کا صدر اس فیصلے کی تحسین کرتا ہے؟ ایک پوپ عدالتی فیصلے پر خوشی کا اظہار کر رہا ہے۔ یہ اسلامی ملک کی کیسی سپریم کورٹ ہے جس کے فیصلے پر اُمت مسلمہ مضطرب، اہل مغرب اور یہودی جشن منا رہے ہیں۔ اگر کسی کو مغرب کی یاری اتنی عزیز ہے تو وہ منصب چھوڑ کر ٹرمپ کے گھر چلا جائے۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ میں ایک لابی سرگرم ہے۔ پی ٹی آئی کے ارکان اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ یہ لوگ کس طرح کی ریاستِ مدینہ قائم کرنا چاہتے ہیں؟! کہتے ہیں کہ ریاست مدینہ میں بھی یہودیوں سے معاہدہ کیا گیا تھا۔ ان کو نہیں معلوم کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ریاست مدینہ قائم کی تو یہودیوں کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے حکمرانوں کو متنبہ کیا کہ ہم زندہ رہیں اور پاکستان پر اسرائیل کا جھنڈا لہرائے، یہ کبھی نہیں ہوگا۔ حکمران یہودی ایجنڈا لے کر آئے ہیں۔ ملک بھر میں قادیانی نیٹ ورک سرگرم ہو چکا ہے۔ ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ کسی کا باپ بھی ناموسِ رسالت قانون کو ختم نہیں کرسکتا۔ ہم سروں پر کفن باندھ کر نکلے ہیں اور حکمرانوں کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ ۵ انومبر کو لاہور میں ملین مارچ ہوگا۔ آج (جمعہ) تمام ضلعی ہیڈکوارٹرز پر مظاہرے کیے جائیں گے۔ ۲۵ نومبر کو سکھر میں ختم نبوت کانفرنس ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا سمیع الحق کو شہید کیا گیا، ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

علامہ ساجد میر نے کہا کہ عمران خان کو مسلط کرنے والے ٹھیکیداروں کو بتانے کے لئے ملین مارچ کیا گیا ہے کہ ناموسِ رسالت پر ہر مسلمان جان قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت کے ۸ ہزار کیس ہوئے ہیں، لیکن کسی ایک میں بھی

سزا نہیں دی گئی۔ وزیر اعظم کہتے ہیں کہ مذہبی کارڈ استعمال نہیں کرنے دیں گے۔ ہم ان کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہم کوئی مذہبی کارڈ استعمال نہیں کررہے، بلکہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ حکمرانوں سے پہلا کام اسرائیل کو تسلیم کرانے اور دوسرا کام قادیانیوں کے لئے سہولت کاری کا لیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ نے انصاف کا قتل کیا ہے۔ ہم اس فیصلے کو نہیں مانتے۔

شاہ اویس نورانی نے کہا کہ آج کے ملین مارچ سے پیغام گیا ہے کہ جو قوتیں ناموس رسالت قانون میں ترامیم چاہتی ہیں، وہ یاد رکھیں کہ ہماری مائیں ممتاز قادری پیدا کریں گی۔ یہ ملک غلامانِ مصطفیٰ کا ہے۔ جب تک فیصلے کو واپس نہیں لیا جائے گا، مجلس عمل کا قافلہ جاری رہے گا۔

معراج الہدیٰ صدیقی نے کہا کہ پوری ملت اسلامیہ متحد ہے۔ اگر توہین رسالت ہوئی تو اسلام آباد میں بیٹھنے والے نہیں رہیں گے۔

علامہ شبیر میثمی نے کہا کہ آج کے مارچ نے واضح کردیا ہے کہ ہم ناموس رسالت پر ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

محمد حسین محنتی نے کہا کہ عالمی سازش کے تحت آسیہ کو رہائی دی گئی۔ ممتاز قادری کو تو لمحوں میں پھانسی دے دی گئی اور توہین رسالت کی مرتکب ملعونہ کو رہا کردیا گیا۔

ناظر عباس تقوی نے کہا کہ وزیر اعظم جو پاکستان کو ریاست مدینہ بنانے کا دعویٰ کرتے تھے، ان کی ریاست مدینہ میں توہین رسالت کی گئی۔ سپریم کورٹ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ ہم سب کچھ برداشت کرسکتے ہیں، لیکن توہین رسالت برداشت نہیں کرسکتے۔

حافظ نعیم الرحمٰن نے کہا کہ آج ہم ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آج انسانوں کا سمندر اعلان کررہا ہے کہ ناموس رسالت پر حملہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ جو آسیہ کا ساتھی ہوگا، ہماری اس سے جنگ ہے۔ ہماری سپریم کورٹ نے مغرب کے ایجنڈے کو پورا کیا ہے۔ اگر چیف جسٹس کہیں کہ توہین عدالت کا مقدمہ چلائیں گے، اس کے لئے ہم تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آسیہ کو باہر بھیجنے کی سازش ہوئی ہے۔ لیکن یہ تحریک رکنے والی نہیں ہے۔...............“ (روزنامہ امت کراچی، ۱۳/نومبر ۲۰۱۸ء)

اور اس بات کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ پاکستان تحریک انصاف کی ایک خاتون رکن عاصمہ حدید نے قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے، اسرائیل کو تسلیم کرنے اور ان کے ساتھ معاہدہ کرنے پر بہت زیادہ زور دیا اور اس کے علاوہ کئی خود ساختہ باتیں بنا کر گویا باور کرایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی خواہش کے مطابق ان کا قبلہ بیت اللہ اور یہودیوں کا مسجد اقصیٰ کو بنادیا۔ ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے قوم یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ موجودہ حکومت بیرونی دباؤ میں ہے اور انہیں کے تمام احکامات کو بروئے کار لانے میں مصروف عمل ہے۔

بہرحال حکومت کو غور کرنا چاہئے کہ وہ کن راستوں پر چل نکلی ہے اور پاکستانی قوم ان سے کیا چاہتی ہے۔ وہ پاکستان پر حکومت کررہے ہیں، انہیں پاکستانی قوم کے دین ومذہب اور مزاج ومفاد میں فیصلے کرنے چاہئیں، نہ کہ بیرونی قوتوں کے مفاد میں۔ اقتدار آنی جانی شئے ہے اور یہ بات بارہا ثابت ہوچکی ہے کہ جن لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کے منصب ختم نبوت کا تحفظ کیا اور آپ کی عزت وعصمت اور ناموس کی حفاظت کی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں دنیا میں بھی مقام ومرتبہ عطا فرمایا اور ان شاء اللہ! آخرت میں بھی انہیں فلاح وکامیابی ملے گی اور جن لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کے منصب ختم نبوت اور آپ کی ناموس پر حملہ آوروں اور توہین کرنے والوں کا ساتھ دیا، وہ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوئے اور آخرت میں بھی ان شاء اللہ! ذلت ورسوائی ان کا مقدر ہوگی، فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

پاکستان کو سیکولر اور لبرل ملک بنانے کی کوششیں!

ختم نبوت کانفرنس لاہور سے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کا خطاب

ضبط و ترتیب: مولانا محمد قاسم

اکابر علماء کرام، مقتدر راہنمایانِ ملت! میرے لئے سعادت کی بات ہے کہ آج اس مجلس میں جو موجودہ حالات میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے، آپ کے ساتھ شریک ہو رہا ہوں۔ جماعت اسلامی پاکستان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کا اہتمام کیا اور ہم سب کو ایک جگہ پر اکٹھے ہونے کا موقع عنایت فرمایا۔ اس حوالہ سے جس موضوع پر ہماری بات ہو رہی ہے اور جس کی وجہ سے پورے ملک میں اور پوری دنیا کے مذہبی و اسلامی ماحول میں ایک اضطراب پیدا ہوا ہے، اس حوالہ سے مظاہرے تو پورے ملک میں ہوئے۔ میرے خیال میں کوئی ایسا ضلعی ہیڈ کوارٹر نہیں ہوگا، تحصیل ہیڈ کوارٹر نہیں ہوگا، جہاں پر یہ آسیہ ملعونہ والے کیس کے مسئلے پر مظاہرے نہ ہوں۔ پھر بڑی سطح پر بھی پشاور میں، کراچی میں بہت بڑے مظاہرے ہوئے۔ لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ یہ مسئلہ جتنی دنیا کے درمیان ایک قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتا ہے ہماری جو دینی و مذہبی قیادت ہے سب ایک دفعہ مل بیٹھ کر اس موضوع پر بات کریں۔ چنانچہ میں نے خود جناب سراج الحق صاحب کو یہ تجویز دی کہ یہ اجلاس منصورہ ہی میں ہونا چاہئے اور ہم آپ کے مہمان بننا چاہتے ہیں اور اس میں میزبانی متحدہ مجلس عمل یا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دی جائے اور اس طریقے سے ہماری جس طرح ماضی میں اس حوالہ سے اس فورم سے تحریکیں چلتی رہی ہیں اس کا دوبارہ احیاء بھی کر لیا جائے اور پھر اپنے تمام احباب اور مختلف جماعتوں کے ذمہ داران کو دعوت دی جائے تاکہ ہم ایک جگہ بیٹھ کر اس ساری صورتِ حال پر غور کر سکیں اور پھر آئندہ کا لائحہ عمل ہم طے کر سکیں۔

ذاتی طور پر میں اس موجودہ حکومت کے حوالہ سے کبھی بھی کسی وقت میں کسی ابہام کا شکار نہیں رہا ہوں اور میرا نقطۂ نظر دس بارہ سال سے مسلسل بڑا واضح رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ لوگ سمجھتے رہے کہ شاید اس کے پیچھے میری کوئی جذباتیت ہے یا میرے کوئی اختلافات ہیں، جبکہ میں نے یقین جانئے کہ اس حوالہ سے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنی معلومات کی بنیاد پر، اس موقف کو اپنایا اور آج جب نئی حکومت بنی ہے تو اس حکومت کے بنتے ہی پوری دنیا میں قادیانی نیٹ ورک متحرک ہوا ہے اور سب سے پہلا جلسہ قادیانیت کا، برطانیہ میں ہوا جس میں ان کے ایک منسٹر نے شرکت کی اور باقاعدہ عمران خان صاحب کا نام لے کر انہوں نے کہا کہ اب جو وعدے آپ نے کئے تھے، آپ کو وہ پورے کرنا ہوں گے۔ کیا وعدے کئے تھے؟ اور مرزا مسرور قادیانی اس اجلاس کی خود صدارت کر رہا تھا اس کی موجودگی میں اور اس کی اس تقریر پر وہ زیر لب مسکرا بھی رہا تھا۔ یہ ساری چیزیں فوراً حرکت میں کیسے آجاتی ہیں؟ کیا مسئلہ ہو جاتا ہے؟ ہم کبھی بھی اس بات پر بحث نہیں کرتے کہ آسیہ مسیح کی بریت کے لئے دلائل کیا ہیں؟ ہمارے قانون کی رو سے یا از روئے شریعت ہمارا جو مقدمہ ہے، میرے اپنے نقطۂ نظر میں وہ یہ کہ پاکستان کے آئین و قانون کا حوالہ دیا گیا ہو یا شریعت کا حوالہ دیا گیا ہو یہ ایک حوالہ ہے لیکن درحقیقت اس کی بریت میں اصل محرک بین الاقوامی دباؤ ہے۔ اس حوالہ سے اسی سال جنوری میں یورپی یونین کا وفد پاکستان آتا ہے اور جی ایس پی پلس کے ساتھ اس نیٹ ورک میں پاکستان کی مالی مدد کو آسیہ مسیح کی رہائی کے ساتھ مشروط کرتا ہے۔

آج اسی بنیاد پر آپ نے دیکھا کہ بیلجیئم کا صدر اور وہاں کی پارلیمنٹ کس انداز سے اس کی رہائی کا مطالبہ بھی کرتے ہیں، اپنے ملک میں اس کا استقبال بھی کرتے ہیں، امریکا میں اس کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے، برطانیہ میں اسے خیر مقدم کہا جا رہا ہے، کینیڈا میں اسے خیر مقدم کہا جا رہا ہے۔ تمام مغربی دنیا اور عالم کفر اس فیصلے پر شادیانے بجا رہا ہے، چیف جسٹس کو مبارکبادیں دے رہا ہے، خراج تحسین پیش کر رہا ہے اور اسلامی و مذہبی دنیا اس پر مضطرب دکھائی دے رہی ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عدالت عظمٰی کے

اس فیصلے پر عالم کفر کا اطمینان اور عالم اسلام کا اضطراب خود اس کے حق اور باطل ہونے کا فیصلہ دے رہا ہے۔ اس اعتبار سے بھی اس کی نزاکت کو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟ ہم پارلیمنٹ میں دیکھتے ہیں کہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے سائبر کرائمز کے حوالہ سے پارلیمنٹ کو یہ ہدایات جاری کیں کہ ان قوانین کے بارہ میں مزید وضاحت کے ساتھ قانون سازی کی جائے۔ جہاں جہاں قانون میں کہیں ابہامات ہیں وہ دور کردیے جائیں اور اس میں انہوں نے توہین رسالت کا مسئلہ بھی ڈال دیا۔ اب جو ماضی کے قوانین ہیں اگر ان کو ذرا مزید واضح کیا جاتا ہے، اس پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اچھا ہے! ذرا سلیس انداز کے ساتھ واضح اور غیر مبہم جملوں کے ساتھ اگر قانون کی توضیح ہوتی ہے اور اسے دوبارہ پاس کیا جاتا ہے، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ لیکن جس وقت پارلیمانی کمیٹی بنی اس پر اور حکومت کی طرف سے اسی کے اندر یہ ترمیم آئی کہ یہ ترمیم شامل کی جائے کہ اگر کسی نے توہین رسالت کے حوالہ سے کسی پر دعویٰ کردیا اور وہ اپنا دعویٰ ثابت نہ کرسکا تو پھر مدعی کو وہی سزا ملے گی جو قانون کے تحت مدعا علیہ کو جرم ثابت ہونے کی صورت میں مل سکتی ہے۔

یہ ترمیم انہوں نے پیش کی اور مولانا عبدالغفور حیدری صاحب چونکہ اس کمیٹی کے ممبر تھے، ان کا شیڈول کراچی سے کوئٹہ جانے کا تھا، رات کو اطلاع ملی کہ صبح اس کی میٹنگ ہورہی ہے تو وہ اپنا پورا شیڈول چھوڑ کر صبح کو واپس آئے، بلکہ میں بھی وہیں تھا، ہم اکٹھے ہی آئے وہاں سے اور کمیٹی میں پہنچ کر انہوں نے وہ ترمیم نہ ہونے دی۔ اب ہونا یہ چاہئے تھا کہ حکومتی اراکین اس ترمیم سے دستبردار ہوجاتے اور اس ترمیم سے مبرا اس بل کو اسمبلی میں پیش کرتے۔ اس میں کوئی تنازع نہیں، لیکن جس وقت وہ اس ترمیم کو اس بل میں لانے میں کامیاب نہیں ہوئے تو درخواست دے دی کہ ہم پورا بل واپس لے رہے ہیں اور پھر واپس لے لیا۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ ان کے عزائم کیا ہیں؟ اور یہ کس طرح بین الاقوامی دباؤ کے تحت پاکستان کی اسلامی اور نظریاتی شناخت کو ختم کرنے کے درپے ہوگئے ہیں۔

ہمارے سامنے پاکستان کی مذہبی نظریاتی حیثیت مقدم ہے اور یہ جنگ کسی باہر کی دنیا نے آکر نہیں لڑنی، یہ جنگ لڑنی ہے تو ہمیں لڑنی ہے۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں قرارداد مقاصد پاس ہوئی علماء کرام کی اتفاق رائے کے ساتھ۔ ۱۹۵۱ء میں اگر بائیس اسلامی نکات پر اتفاق ہوا، یہ علماء کرام نے ایک تصور اسلامی قانون سازی کا قائم کیا تھا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین تک ہماری جتنی بھی مذہبی جماعتیں تھیں، ان سب نے مل کر اس میں اپنا کردار ادا کیا۔ آئین سازی ہوئی، پھر اس کے بعد قانون سازی ہوئی، لیکن ہمیں ایک بات ہر قیمت پر تسلیم کرلینی چاہئے کہ آج بین الاقوامی دنیا پاکستان کو ایک لبرل اور سیکولر ملک بنانے کے درپے ہے۔ یہ ان کا ایجنڈا ہے اور میرے پاس ایسے شواہد ہیں کہ ہمارے پارلیمانی ممبران جب بیرون ملک گئے تھے مشرف کے زمانہ میں، مجھے خود انہوں نے بتایا کہ ایک میٹنگ میں ہمیں اس کمیٹی کے جو وہاں کے لوگ تھے انہوں نے بتایا کہ ہم نے حدود اللہ کا قانون ختم کردیا ہے، اب ہمارا ہدف توہین رسالت کے انسداد کا قانون ہے۔ اس زمانے سے تسلسل کے ساتھ یہ ہورہا ہے۔ اب یہ درجہ بدرجہ ہوتا ہے، اگر حدود اور حدزنا کا قانون ختم کروائیں گے تو ہنگامہ ہوگا، لیکن اس کے مقدمہ کے طریقہ کار کو اس طرح سخت کردیا گیا کہ قانون غیر موثر ہوگیا، بس ختم ہوگئی بات۔ آج پھر پروسیجر پر بات ہورہی ہے کہ توہین رسالت کے حوالہ سے اگر کوئی مقدمہ آتا ہے تو اس کا پروسیجر اتنا سخت کردیا جائے کہ پھر اس کے بعد توہین ہوتی رہے گی اور کوئی جرأت نہیں کرے گا کہ اس حوالہ سے کوئی ایف آئی آر درج کراسکے۔

اور یہ بات کہنا کہ یہ قانون غیر مسلموں کے خلاف امتیازی طور پر استعمال ہوتا ہے، بالکل جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ پانچ سو کے قریب مقدمات اس وقت تک مسلمانوں کے خلاف ہیں اور چالیس سے پچاس تک کے مقدمات غیر مسلموں کے خلاف ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف زیادہ ہیں، ہم نے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف جو مقدمے کئے ہیں ان کی تعداد تو سینکڑوں میں ہے اور غیر مسلموں کے خلاف جو مقدمے ہوئے وہ دسیوں میں ہیں، پھر امتیاز تو ہمارے ساتھ ہوا ہے کہ اگر ممتاز قادری کا مسئلہ آتا ہے تو اسے فوراً لٹکا دیا جاتا ہے وہ بھی بین الاقوامی دباؤ میں، اور اگر آسیہ ملعونہ کو رہا کیا جاتا ہے تو وہ بھی بین الاقوامی دباؤ میں۔ اب یہاں پر بنیادی بات یہ ہے کہ ہماری آزادی کہاں چلی گئی؟ ہماری داخلی خودمختاری کہاں چلی گئی؟ ہمارا اقتدار اعلیٰ کا تصور کہاں چلا گیا؟ تو اس لحاظ سے بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ملک کی آزادی اور حریت کو کیسے تحفظ دیں؟ ہم اس کی داخلی خود مختاری کو کیسے تحفظ دیں؟ ہم بین الاقوامی دباؤ سے

ملک کو کیسے نکالیں؟ اور اپنے ملکی اداروں کو لے کر کیسے چلیں؟

ابھی جب میں یہاں پہنچا تو ذکر ہو رہا تھا اسرائیلی طیارہ کا۔ اسرائیلی طیارہ آیا ہے، سیٹلائٹ میں اس کا روٹ ایک ایک لمحہ بتا رہا ہے کہ کس وقت اترا ہے، کہاں اترا ہے، کتنے گھنٹے یہاں رہا ہے اور کس وقت واپس اڑا ہے؟ ہمارے ملک میں اسے معما بنا دیا گیا ہے۔ ایک ایسا ابہام کہ عام آدمی کا ذہن پریشان ہے کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟ اور پھر آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ باقاعدہ ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل ٹی وی پر آ کر اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کر رہا ہے۔ ذہن سازی ہو رہی ہے۔ دانشور کی شکل میں آتے ہیں، فلسفے جھاڑتے ہیں۔ آپ حضرات! اگر میں غلط کہوں تو میری ضرور اصلاح کریں۔ اگر بعض عرب ملکوں نے اسرائیل کو تسلیم کیا تو حکومتوں نے کیا ہے، عوام نے تو نہیں کیا۔ آج بھی حماس وہی جنگ لڑ رہی ہے، آج بھی مصر میں الاخوان المسلمون بھی جنگ لڑ رہی ہے۔ ساری زندگی الاخوان المسلمون پر پابندی تھی کہ وہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتی۔ ایک دفعہ حصہ لینے کی اجازت ملی، یکدم اکثریت سے کامیاب ہوگئے اور اب جب ان کو احساس ہوا کہ یہ پورا ایجنڈا الپیٹ سکتے ہیں تو آج انہیں سزائے موت دے دی ہے اور انہیں جیلوں میں بند کر دیا اور مارشل لاء نافذ کر دیا گیا ہے۔ یہ فیصلے بھی وہاں کی بادشاہتوں کے اور ڈکٹیٹروں کے سائے میں ہو رہے ہیں، یہ عوام کی آواز نہیں ہے۔ لیکن پاکستان کی پوزیشن بہت نازک ہے آج اگر ہم فلسطین کی سرزمین پر صہیونی قوت کے قبضے کو تسلیم کرتے ہیں تو مقبوضہ کشمیر کے حوالہ سے آپ کا کیس کہاں چلا جائے گا؟ کس منہ سے ہم مقبوضہ کشمیر کا کیس لڑ سکیں گے؟ ہمارا تو کیس ہی ختم ہو جاتا ہے۔

آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان ایک جھگڑا ہے، اس تنازع میں پاکستان آذربائیجان کے ساتھ کھڑا ہے۔ اس حد تک کھڑا ہے کہ ہم آرمینیائی حکومت کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ پاکستان کے اس کے ساتھ سفارتی تعلقات نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ ہم اب بھی یہ تعبیر کریں کہ ہمارا براہ راست معاملہ ہے، ہم براہ راست کچھ معاملات کو مذاکرات کے ذریعہ طے کرتے ہیں، لیکن جب ۱۹۴۰ء کی قراردادیں پاس ہو رہی تھیں۔ ابھی اسرائیل وجود میں نہیں آیا تھا لیکن فلسطینیوں کا انخلا اور فلسطینی زمین پر یہودیوں کی بستیاں قائم کرنے کا عمل شروع ہو چکا تھا، تو اس قرارداد میں قائد اعظم محمد علی جناح نے اس کی مذمت بھی کی اور فلسطینیوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے رہنے کا بھی عزم کیا اور کسی قیمت پر بھی وہاں یہودی بستیوں کو قائم ہونے کی اجازت نہ دینے کا اعلان کیا۔ یہ بھی تو قرارداد ہے، جس طرح پاکستان کے قیام کے لئے اس قرارداد کو حوالے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور قائد اعظم کا پاکستان کہا جاتا ہے تو اسرائیل اور فلسطین کے بارہ میں بھی تو انہی قائد اعظم کی رائے تھی، انہوں نے ہی قرارداد پاس کی تھی۔ کہاں گیا قائد اعظم کا پاکستان اب؟ کہاں گیا وہ نظریہ؟ ہمیں یہ لوگ کدھر لے جا رہے ہیں؟ تو اس حوالے سے بہت نازک صورت حال میں ہم داخل ہو چکے ہیں۔

اور جو تبدیلی تبدیلی کی باتیں ہو رہی تھیں، یہ ہے وہ تبدیلی جو بین الاقوامی دباؤ پر پاکستان میں لائی جا رہی ہے۔ اس میں جو لوگ وہاں سامنے کھڑے ہو کر نظریاتی جنگ لڑ سکتے ہیں، انہیں انہوں نے پارلیمنٹ سے باہر کر دیا۔ یہاں شاید یہ موضوع بحث نہ ہو، لیکن الیکشن جو ہوا ہے اس کا اسٹیٹس کیا ہے؟ گو کہ میرے نزدیک سو فیصد سے بھی کہیں زیادہ جعلی الیکشن ہوا ہے، لیکن یہ وہ ایجنڈا ہے جس کے لئے یہ سارا کچھ ہوا۔ اب یہ سارے معاملات دیکھیں کہ یہیں پر ہم سارے بیٹھے ہیں کہ جب پنجاب اسمبلی میں خواتین کے نام نہاد حقوق کا بل پاس ہوا تھا، ہم نے رد کر دیا تھا، پھر یہی بل خیبر پختونخوا اسمبلی میں تیار ہوا، وہ اسلامی نظریاتی کونسل میں آیا، اسلامی نظریاتی کونسل نے اسے مسترد کر دیا اور یہ اس قابل نہیں ہے کہ اسمبلی میں اسے پیش کر سکیں۔ آج پھر اسی بل کو دوبارہ وہاں لانے کی باتیں ہو رہی ہیں تو اس حوالہ سے بھی کوئی آئینی کمیٹی ہونی چاہئے۔ اب روز روز ایک نیا ایشو آئے گا تاکہ اس ایشو میں ہم پھنستے جائیں اور پچھلا ایشو جو ہے وہ بھلایا جاتا رہے گا کہ ایک ایشو اٹھاؤ، اس پر ہنگامہ ہوگا، پھر نیا اٹھا دو تو لوگوں کی توجہ ایک نئے ایشو کی طرف ہو جائے گی، پچھلا ایشو بھلا دیا جائے گا اور اس طرح دھیرے دھیرے ہماری پوزیشن کمزور ہوگی، ان کا ایجنڈا مستحکم ہوگا، تو اس لئے ہمیں یقیناً ایک حکمت عملی بنانی چاہئے اور یقیناً سب سے بنیادی چیز عوامی دباؤ ہے۔ عوام نے کبھی کوئی کمی نہیں چھوڑی، جب بھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ آیا ہے، امت نے یہ خیال نہیں کیا کہ میری قیادت کون کر رہا ہے؟ روڈوں پر نکلی ہے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا مظاہرہ

کیا ہے:''النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم'' اپنی جان کو بھول جاتے ہیں ہم۔

دینی مدارس کے بارہ میں واضح طور پر انہوں نے کہا کہ تمام مدارس کی رجسٹریشن ہم منسوخ کر دیں گے، ہم نے رد عمل دیا کہ نہیں کر سکو گے تم لوگ، اب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا، ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے، جب ارادہ نہیں ہے تو پندرہ صفحات پر مشتمل نئے فارم مدارس کو بھرنے کے لئے کیوں بھیجے گئے؟''قد بدت البغضاء من افواھم'' یہ ان کی چیزیں اوپر آ گئی ہیں، بعد میں پھر چھپاتے ہیں، یہ ہے:''وما تخفی صدورھم اکبر'' تو اب مدارس کے حضرات کو انہوں نے دعوت دی، ہمارے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کی تمام تنظیموں کو بلایا، میری اس وقت رائے یہ تھی اور میں نے اس وقت سراج الحق صاحب سے فون پر بات کی، علامہ ساجد نقوی صاحب کے ساتھ بھی میں نے فون پر بات کی، پروفیسر ساجد میر صاحب کے ساتھ بھی میں نے فون پر بات کی، مولانا حنیف جالندھری صاحب کے ساتھ بھی میں نے فون پر بات کی کہ دیکھئے! آپ اس میٹنگ میں نہ جائیں۔ ۸/تاریخ کو قومی مشاورتی کونسل ہو رہی ہے، جس میں تمام دینی جماعتیں اکٹھی ہوں گی، اس میں آپ اپنے مدارس کے مطالبات پیش کر دیں گے، پورا ہاؤس اور پورا مذہبی طبقہ آپ کی پشت پر آ جائے گا، اس کے بعد جب آپ جا کر بات کریں گے تو آپ کی پوزیشن بڑی مستحکم ہوگی۔ اگر آپ کامیاب ہو کر آتے ہیں تو بھی کریڈٹ پورے مذہبی طبقے کو جائے گا، اگر آپ کی بات نہیں مانی جاتی تو ساری دنیا آپ کی پشت پر کھڑی ہو جائے گی، ورنہ کیا ہوگا؟ میٹھی میٹھی باتیں آپ سے کہیں گے، آپ باہر آئیں گے کہ بڑی اچھی گفتگو ہوئی، بڑی اچھی باتیں ہوئیں، انہوں نے کہا کہ ہمارا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے۔ اب آپ مطمئن ہو کر آئیں گے اور جو باہر ہم لوگ ہیں، ہم مطمئن نہیں ہوں گے، اس طرح ہمارا یہ طبقہ تقسیم ہو جائے گا۔ کچھ لوگ اعتماد کریں گے، کچھ لوگ نہیں کریں گے۔ لیکن بہر حال! وہ حضرات چلے گئے اور میٹنگ کی، وہ بیس مطالبات لے کر آئے، ہم نے اس کی حمایت کی، تمام مذہبی جماعتوں وشخصیات نے بیٹھ کر اس کی حمایت کی، لیکن سب نے اس پر اتفاق کیا کہ لامحدود وقت نہیں دیا جا سکتا، ان مطالبات کو پورا کرنے کے لئے ایک مہینے کا ٹائم دیا جائے اور ایک مہینہ گزر چکا ہے، ۸/تاریخ کو۔ اب اس کے بعد یہ کہنا کہ جی میٹنگ ہوگئی ہے اور ہم مطمئن ہیں، ہم منتظر ہیں، یہ ہے وہ ہے، میرے خیال میں اجتماعی طور پر ہمارے فورم پر جو معاملات طے ہوئے ہیں، اس کے مطابق ہم اب حکومت سے مزید کوئی توقع رکھنا میرے خیال میں، خود اپنے کو غلط فہمی کا شکار بنانے والی بات ہے اور ہم اپنے آپ کو خود دھوکا میں ڈال رہے ہیں۔

اس وقت مضبوط طریقہ سے ایک نظریاتی جنگ ہے۔ ملک کو سیکولر اسٹیٹ بنانا ہے، ملک کو بین الاقوامی دباؤ میں رکھنا ہے۔ اب ہم اپنے ملک کی نظریاتی شناخت کی جنگ لڑیں اور اس کے لئے ہم پبلک کو سامنے لائیں، میں نے کراچی کے مناظر دیکھے ہیں، ہمارے تمام اخبارات کے نمائندے اس میں موجود تھے، تا حد نظر انسان تھے اور سب ایک آواز تھے، یہاں لاہور میں اللہ تعالیٰ کسی آزمائش سے محفوظ فرمائے، ان شاء اللہ! آپ دیکھیں گے۔ جو اطلاعات مجھے پہنچ رہی ہیں، شاید تاریخ کا سب سے بڑا مظاہرہ ہوگا۔ اب یہ ہے کہ اس جلسہ کے بعد آگے ہمیں کیا کرنا ہے؟ جہاں تک ہے اس مسئلہ کی قانونی حیثیت ہے، اس کے لئے آپ کمیٹی بنا رہے ہیں، بالکل ہونا چاہئے لیکن جس کورٹ میں آپ یہ کیس دوبارہ لے جائیں گے اور یہ جو کہا جا رہا ہے کہ نظر ثانی کی اپیل کریں گے تو کس سے کریں گے ہم اپیل؟ جن کے سامنے آپ جائیں گے انہی کے ہاتھوں یہ ہماری یہ حالت ہوگئی ہے۔''مجرب المجرب، حلت بالندا'' اور کیا ہمیں حاصل ہونا چاہئے؟ تو نہ اس وقت ہمارا کورٹ آزاد ہے، نہ ہمارا دفاع آزاد ہے، نہ ہماری پارلیمنٹ آزاد ہے، نہ ہماری جمہوریت آزاد ہے، ہماری معیشت آزاد ہے، سب بین الاقوامی دباؤ میں ہیں۔ اس دباؤ سے ہم نے کیسے نکلنا ہے، یہ ہے اجتماعی مسئلہ، قومی مسئلہ، مملکتی مسئلہ۔ اس لیول پر جا کر ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہمیں آگے کیسے چلنا ہے اور جو ادارے آج طاقتور بن کر سمجھتے ہیں کہ ہم من مانی کریں گے اور ڈکٹیٹ کریں گے اور ہم نے فیصلے کرنے ہیں چاہے پبلک چاہے یا نہ چاہے، اب انہیں تھوڑا بہت علم تو ہوا ہوگا نا کہ اس طرح بھی نہیں ہے۔ یہ بھی آپ کا مقام نہیں ہے کہ آپ امریکا کو ہمارے اوپر مسلط کرنے کی بات کریں، یورپ کا ہمیں اقتصادی غلام بنائیں، ہمیں تہذیبی غلام بنائیں، اس طرح مادر پدر آزاد معاشرہ بنایا جا رہا ہے۔

۲۰۱۳ء میں الیکشن ہوا، الیکشن کے بعد ایک بڑا وفد میرے پاس آیا، تین میٹنگیں میرے ساتھ ہوئیں، تیسری میٹنگ میں جب میں نے کہا کہ میں کسی قیمت پر اس حکومت کے ساتھ تعاون

کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں اور اس موضوع پر میں آپ سے مزید بات نہیں کرسکتا تو ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا: آپ نے تو بالکل کلوز کردیا سارا معاملہ؟ میں نے کہا: بالکل! یہی بات ہے۔ انہوں نے کہا: پھر ہماری بات سنیں۔ بڑی لمبی باتیں ہیں لیکن ایک جملہ آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے آپ کے صوبہ پر اس کو کیوں مسلط کیا؟ اس لئے کہ پشتون بیلٹ میں مذہب کی جڑیں گہری ہیں اور مذہب کی ان گہری جڑوں کو اکھاڑنے کے لئے اس سے بہتر آدمی ہمارے پاس اور نہیں تھا۔ یہ ان کے الفاظ ہیں، من وعن یہی الفاظ ہیں، ذرہ بھی فرق نہیں ہے ان الفاظ میں۔

ہم ان کے ایجنڈوں کو جانتے ہیں۔ ان کے: ''وما تخفی صدورهم'' کو جانتے ہیں۔ انہوں نے کچھ چھپایا نہیں ہم سے۔ تو اس لحاظ سے ذرا ہمیں حقیقت پسندی کی طرف چلنا ہوگا۔ ہمارا کسی سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں ہے۔ آپ نے ہمارے جلسے بھی سنے ہوں گے، تنقید ہوتی ہے لیکن بدزبانی نہیں۔ ''اوئے، اوئے'' کے انداز میں کبھی ہم نے کسی کو خطاب نہیں کیا، بازاری قسم کا لب ولہجہ اختیار نہیں کیا۔ جہاں تک ہمارا بس چلتا ہے ہم نے اپنی بات قوم کے سامنے رکھی ہے۔ اگر کسی نے اس وقت نہیں مانی، کسی کو اس وقت اعتماد نہیں آیا تو آج ان کو اعتماد آرہا ہے، وقت کے ساتھ ساتھ ہماری ایک ایک بات کی تصدیق ہورہی ہے کہ کیسے معاملات ہیں۔ اسرائیل کیوں جشن منا رہا ہے یا اسرائیل کیوں طیارے بھیج رہا ہے۔ ان کی پارلیمنٹ کی ممبر دو مرتبہ ایوان میں اسرائیل کے ساتھ دوستی کی باتیں کررہی ہے اور میثاق مدینہ کی تعبیر یہی ہے کہ یہودیوں کے ساتھ دوستی لگاؤ۔ اب میثاق مدینہ کی تعبیر یہودیوں کے ساتھ دوستی، یہ تو ہمیں نظر آتا ہے۔ جب انہوں نے پہلی دفعہ قوم کے سامنے آکر کہا کہ ہم ریاست مدینہ بنائیں گے۔ اب ریاست مدینہ تو خوبصورت تصور ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان کا کردار اور ریاست مدینہ میں بڑا فاصلہ ہے، لیکن اس گفتگو کے بعد تو معلوم ہوگیا ناں کہ ریاست مدینہ سے مراد میثاق مدینہ ہے، تو ان کو میثاق مدینہ تو یاد آتا ہے کہ کن حالات میں ہوا، کیسے ہوا، لیکن یہ کیوں نہیں یاد آتا ہے کہ: ''اخرجوا الیهود من جزیرة العرب'' (مجمع الزوائد ج:۵، ص:۲۱۹) ''لایجتمع فی العرب دینان'' (مجمع الزوائد، ج:۵، ص:۴۱۸) دو دین جزیرۃ العرب میں اکٹھے نہیں ہوسکیں گے، اور ہم نکالیں گے ان کو جزیرۃ العرب سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الوفات میں آخری وصیت یہ ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین اکٹھے نہیں ہوسکیں گے۔ آج ان کے ساتھ معاہدے کرکے ان کے ساتھ معاملات طے کرکے انہیں لارہے ہیں۔

پاکستان ایک بڑا اسلامی ملک ہے، بائیس کروڑ مسلمانوں کی یہاں آبادی ہے، اپنا موقف بھرپور طور پر دنیا کے سامنے رکھ سکتی ہے، صلاحیت رکھتی ہے اور بند باندھ سکتی ہے اگر ہم سنجیدہ ہوجائیں اس معاملہ میں۔ میری آپ حضرات سے یہ گزارش ہے، درخواست ہے۔ بات میری لمبی ہوگئی ہے، معذرت چاہتا ہوں! پارلیمنٹ میں آج قراردادیں آرہی ہیں۔ اب پارلیمنٹ میں آج تک یہ جرأت کسی کو نہیں ہوئی کہ کوئی اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کرے۔ کسی ادنیٰ آدمی میں یہ بات کرنے کی جرأت نہیں ہوئی کہ اسرائیل کو تسلیم کیا جائے، آج ہمارا ایک ریٹائرڈ جنرل جو ہے وہ ٹی وی پر آکر کہتا ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کیا جائے، کیا فرق پڑتا ہے؟ یہ نہیں سوچتے کہ پھر مقبوضہ کشمیر پر آپ کے موقف کا کیا بنے گا؟ ناعاقبت اندیش لوگ ہیں، بین الاقوامی ایجنڈے کی اتباع کررہے ہیں، پیروی کررہے ہیں، غلامی کررہے ہیں۔ اس غلامی کو وہ دانشوری سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے دانشور ہیں اور خود غلط بول رہے ہیں، فلسفے جھاڑ رہے ہیں، ہمیں سمجھانے کی کوشش کررہے ہیں۔ یہ ساری صورت حال ہے۔ اس ساری صورت حال میں ہمیں سنجیدہ ہوکر اس معاملہ میں ایک آواز بننا ہوگا۔

یہاں پر میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کروں کہ میرا تجربہ یہ ہے کہ جب بھی ہم نے کوئی دینی ایشو اٹھایا ہے تو مقتدر قوتوں نے اور حکومت نے میرے ہی حلقے کے لوگوں کو دعوت دی ہے کہ آئیں! ہم بات کریں۔ یہ تو ایسے فسادی قسم کے لوگ ہیں، آپ تو بڑے سنجیدہ لوگ ہیں، علماء لوگ ہیں، آیئے! ہم آپ سے بات کرتے ہیں اور اس طریقے سے مذہبی طبقہ کو تقسیم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ایک مسلک کو دوسرے مسلک کے مقابلہ میں لایا جارہا ہے۔ ایک طبقہ کو قریب لاکر ان سے باتیں کی جاتی ہیں اور دوسرے طبقہ کو دور کیا جاتا ہے تاکہ یہ تقسیم ہوجائیں، لوگوں کی فکر تقسیم ہوجائے کہ یہ کچھ لوگ سیاسی مقاصد کے لئے کام کررہے ہیں تو ان چیزوں کو بھی ہمیں شکست دینا ہوگی۔ بنیادی چیز یہ ہے کہ ہم اپنی صفوں کو متحد رکھیں۔ اگر ہمارا کوئی مذہبی دنیا کا ساتھی، ہماری سوچ رکھنے والا آج اس اجلاس میں نہیں ہے تو ہمیں اگلے اجلاس میں انہیں بھی آمادہ کرنا چاہئے کہ وہ آئیں۔ (باقی صفحہ۱۶ پر)

دفاعِ ناموسِ رسالت کانفرنس

رپورٹ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۱۴ رنومبر کو آل پارٹیز تحفظ ناموسِ رسالت وختم نبوت کانفرنس منصورہ لاہور میں منعقد ہوئی۔ امیر جماعت اسلامی جناب سراج الحق ایک کانفرنس کے سلسلہ میں سوڈان کے سفر پر تھے، ان کی نیابت نائب امیر جماعت اسلامی جناب حافظ محمد ادریس نے کی جبکہ صدارت قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم نے فرمائی۔

خیر مقدمی کلمات حافظ محمد ادریس نے فرمائے، جبکہ کانفرنس کی غرض وغایت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ارشاد فرمائی۔ مولانا نے فرمایا کہ برطانوی دور میں بھی تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۵-سی تھی۔ جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں اس میں اضافہ کیا گیا، جس میں گستاخ رسول کی سزا، سزائے موت اور عمر قید مقرر کی گئی۔ وفاقی شرعی عدالت کے حکم سے سزائے موت مقرر ہوئی۔

رتہ دوہتر گوجرانوالہ میں سلامت مسیح، کرامت مسیح نے گستاخیٔ رسول کا ارتکاب کیا دو ایڈہاک ججوں عارف اقبال بھٹی اور خورشید احمد سے ان کے حق میں فیصلہ کرایا گیا، تین بجے سماعت مکمل ہوئی۔ رات کے نو بجے فیصلہ سنایا گیا اور انہیں اسپیشل طیارہ کے ذریعہ غیر ملک بھجوایا گیا۔ چنانچہ غیر ملک میں جانے کے لئے گستاخی رسول شارٹ کٹ راستہ بنادیا گیا۔ جب سے یہ قانون معرض وجود میں آیا ہے، اس دوران کئی ایک مقامات پر گستاخی رسول کے واقعات ہوئے، بیس سے زائد فیصلے آچکے ہیں، لیکن کسی مجرم کی سزا سزائے موت پر عمل درآمد نہیں کیا گیا اوراس قانون کو غیر موثر بنانے کے لئے سازشیں کی گئیں تاکہ یہ غیر موثر ہو۔ چنانچہ آسیہ مسیح کیس میں کوئی سقم نہیں تھا۔ بیرونی دباؤ پر اسے رہا کیا گیا۔ اس سلسلہ میں اسلامیانِ پاکستان نے ہڑتالیں، مظاہرے، ریلیاں نکالیں، اس سلسلہ میں متفقہ لائحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔ موجودہ حکمران ناموس رسالت قانون کو ختم کرنے کی کوشش میں ہیں، انہیں ختم نہیں کرنے دیا جائے گا۔ اس کے لئے طویل جدوجہد کی ضرورت ہے۔

جمعیت علماء اہلحدیث پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے راناشفیق احمد خان پسروری نے کہا کہ یہ اسلام دشمن عناصر کی شروع کردہ مہم ہے، تاکہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو ختم کرکے اسے سیکولر ریاست بنایا جاسکے۔ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے حوالہ جات محل نظر ہیں۔ اس تحریک کو سیاست کی نظر سے نہیں دینی نقطۂ نظر سے دیکھنا ہوگا۔ یہ متنازعہ فیصلہ ایمان واسلام پر وار ہے، تاکہ ملک کا اسلامی تشخص ختم کیا جاسکے۔

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آسیہ مسیح کیس کا فیصلہ آنے کے بعد اضلاع اور تحصیلوں کی حد تک مظاہرے ہوئے۔ پشاور اور کراچی میں بڑی ریلیاں نکالی گئیں۔ یہ مسئلہ قدر مشترک کی حیثیت رکھتا ہے، جس کی میزبانی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت اور جماعت اسلامی کررہی ہیں۔ میں موجودہ حکومت کے بارہ میں کبھی بھی ابہام کا شکار نہیں رہا کہ یہ حکمران یہودیوں کے ایجنٹ ہیں۔ ان کی آمد پر قادیانی نیٹ ورک متحرک ہوا۔ لندن میں قادیانیوں کے جلسہ میں ایک منسٹر نے شرکت کی، جس میں قادیانی خلیفہ مسکرارہا تھا، اس وزیر نے کہا کہ عمران خان کو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہئے۔ موجودہ فیصلہ جو قرآن وسنت اور پاکستان کے آئین کے بھی خلاف ہے یہ بین الاقوامی دباؤ کا نتیجہ ہے۔ سال رواں کے آغاز جنوری میں یورپی یونین کا وفد پاکستان کے دورہ پر آیا، اس نے امداد کو آسیہ مسیح کیس کے فیصلہ سے مشروط کیا۔ اس فیصلہ پر بیلجیئم کا صدر، امریکا، برطانیہ اور کینیڈا خیر مقدم کررہے ہیں اور چیف جسٹس کو مبارکباد دے رہے ہیں، جبکہ عالم اسلام اضطراب کا شکار ہے۔ سینیٹ کی پارلیمانی کمیٹی نے اس قانون کو غیر موثر کرنے کے لئے ترمیم پیش کی کہ اگر مدعی اپنا دعویٰ صحیح ثابت نہ کرسکے تو اسے سزائے موت دی جائے۔ یہ ترمیم قرآن وسنت کے خلاف تھی۔ مولانا عبدالغفور حیدری نے اسے ناکام بنایا، تو حکومت

اس ترمیم سے بھی دستبردار ہوگئی۔ حکمران پاکستان کی اسلامی شناخت ختم کرنے کے درپے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ ہم نے ملک کی اسلامی نظریاتی بنیادوں کے تحفظ کی جنگ لڑنی ہے اور یہ جنگ طویل ہوسکتی ہے۔ جہاں تک علماء کرام کا تعلق ہے، علماء کرام نے قرارداد مقاصد منظور کرائی، بائیس نکات پر اتفاق کیا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں اپنا کردار ادا کیا۔ امریکا نے پاکستان کو لبرل اور سیکولر بنانے کے لئے ایک ایجنڈا دیا ہے: حدود اللہ کا قانون ختم کرایا، ناموس رسالت ایکٹ کو ختم کرنے، قادیانیوں کو دوبارہ مسلمانوں میں شامل کرنے، اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر ہورہی ہیں، پاکستان میں اسرائیل کا طیارہ آیا، اسرائیل کا وزیر اعظم دس گھنٹے ہمارے وزیر اعظم کا مہمان رہا، پوری دنیا کے سیٹلائٹ نے اس کے پل پل کی خبریں دیں، لیکن ہمارے ملک کے عمائدین اس کا انکار کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اسرائیل کو عرب تسلیم کررہے ہیں۔ آپ تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے کہا کہ بعض عرب ممالک کے حکمرانوں نے اسرائیل کو تسلیم کیا، لیکن مسلم عوام تسلیم نہیں کررہے ہیں، اسرائیل کو تسلیم کرنا مقبوضہ کشمیر سے بھی دستبردار ہونے کے مترادف ہے۔ اسرائیل کے متعلق بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے جب فلسطینیوں کا انخلا شروع ہوا تو قائد اعظم نے اس کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی قومی قیادت کو پارلیمنٹ سے باہر کیا گیا تاکہ کٹھ پتلی حکمرانوں کو کھل کھیلنے کا موقع دیا جاسکے۔ ایسے حکمران مدارس کی رجسٹریشن ختم کرچکے ہیں اور مدارس کو پندرہ صفحات پر مشتمل فارم بھیجے گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک کے دفاع، پارلیمنٹ، معیشت اور کورٹ آزاد نہیں ہیں۔ انہیں کیسے آزادی دلانی ہے؟ جو ادارے ڈکٹیٹ کررہے ہیں، ان کا مقابلہ کرنا ہوگا، ہم نے مقابلہ میں کبھی بھی بدزبانی اور بازاری لب ولہجہ اختیار نہیں کیا۔

آج میثاق مدینہ کا نعرہ لگایا جاتا ہے اور میثاق مدینہ سے یہودیوں کے ساتھ دوستی مراد لی جاتی ہے، حالانکہ ان کے کردار اور میثاق مدینہ میں بہت فاصلہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اخرجوا الیہود من جزیرۃ العرب'' نیز فرمایا: ''لایجتمع دینان فی جزیرۃ العرب'' لیکن حکمران یہودیوں سے پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ نیز مذہبی طبقات کو تقسیم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، انہوں نے مولانا سمیع الحقؒ کے بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کی اور کہا کہ مولانا نے ان کے قریب رہ کر جب ان کے کرتوت دیکھے تو ان کے خلاف مولانا نے علم بغاوت بلند کیا اور انہیں شہید کردیا گیا۔ انہوں نے

جناب تحسین الاحد کی وفات

جناب تحسین الاحد پانی پت سے ہجرت کرکے بہاولنگر تشریف لائے اور تعلیم وتعلم کے شعبہ کو اپنایا۔ تقریباً بیس سال تک بہاولنگر کے ہائی اسکولوں میں استاذ رہے۔ بعدازاں آپ محکمہ تعلیم میں افسر بنادیئے گئے، بہت نیک سیرت اور نیک صورت انسان تھے۔ بیعت واصلاح کا تعلق خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میانوالی سے تھا۔ خانقاہ کے دوسرے شیخ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ سے بیعت ہوئے، ان کی وفات کے بعد خانقاہ شریف کے سجادہ نشین اور ہمارے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ سے تعلق قائم کیا۔ جب حضرت خواجہ صاحب کا انتقال ہوا تو موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ مولانا خلیل احمد مدظلہ سے متعلق ہوگئے۔ ایک عرصہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے امیر چلے آرہے تھے۔ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ پر فدا تھے۔ ایک دن نظر نہ آتے تو فون پر فون کرتے۔ گھر سے مسجد اور مسجد سے دفتر۔ ان کی سہولت کے پیش نظر بھائی نذیر احمد کی دکان پر سب آفس بنادیا گیا تاکہ انہیں آنے جانے کی سہولت رہے۔ موصوف کے فرزند ارجمند سیّد رضوان احمد نے بتلایا کہ مجلس کی طرف سے انہیں ٹیلی فون انڈیکس ہدیہ کی گئی تو اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لکھا ہوا تھا تو جب بھی کسی کو فون کرنا ہوتا اور وہ ٹیلی فون انڈیکس نکالتے تو ختم نبوت کے لفظ کو بار بار بوسہ دیتے، بہرحال ختم نبوت پر فدا تھے۔ مہمان نوازی میں کوئی کمی وکوتاہی برداشت نہ کرتے، چائے یا کھانے پینے کی چیز کو لانے میں دیر ہوجاتی تو بار بار پوچھتے اور مہمان سے بھی بار بار کھانے کی فرمائش کرتے۔ نماز باجماعت کے پابند تھے، ہمیشہ کوشش کرکے جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے۔ کچھ دن بیمار ہوئے بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں داخل کرایا گیا، انہیں ڈاکٹرز اور نرسیں بار بار دیکھتے۔ اللہ پاک نے ان کی محبت ہسپتال کے عملہ کے دلوں میں ڈال دی۔ ان کی وفات پر ان کے فرزند ارجمند سیّد رضوان احمد کے بقول نرسیں رورہی تھیں اور یہ کہہ رہی تھیں کہ ان جیسا نیک اور صالح انسان ہم نے نہیں دیکھا۔ ۳؍نومبر ۲۰۱۸ء ہفتہ کی رات ساڑھے بارہ بجے ان کا انتقال ہوا۔ اگلے دن عصر کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مولانا مبارک اللہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور پُرنم آنکھوں کے ساتھ انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ راقم نے ۸؍نومبر کو ان کے فرزند سے تعزیت اور دعائے مغفرت کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

کہا کہ میڈیا پر غیر اعلانیہ پابندی ہے۔ میڈیا ہمارے بڑے بڑے پروگرام نشر نہیں کرتا، انہوں نے آخر میں اہم فیصلوں کا اعلان کیا اور فرمایا کہ آسیہ مسیح کا فیصلہ عالمی دباؤ کے تحت کیا گیا۔ یورپی یونین نے مالی امداد کو آسیہ مسیح کی رہائی کے ساتھ منسلک قرار دیا۔ اس فیصلہ پر امریکا، برطانیہ، کینیڈا اور مغربی دنیا خوشیاں منا رہی ہے۔ اسلامی تاریخ کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ وزارت مذہبی امور میں ختم نبوت کا ایک چھوٹا سا سیل تھا وہ ختم کر دیا گیا۔ عقیدۂ ختم نبوت پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ یہ ڈرامے قابل قبول نہیں۔ لہٰذا دینی اقدار کے تحفظ کے لئے طویل جدوجہد کرنا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا اگلا پروگرام ان شاء اللہ! ۲۵ رنومبر کو سکھر میں ختم نبوت کانفرنس اور ملین مارچ ہوگا۔

مولانا اویس نورانی نے کہا کہ آج پاکستان کے استحکام کے لئے سب سے زیادہ ذمہ داری دینی جماعتوں، مدارس اور خانقاہوں پر ہے، لہٰذا دینی طبقات کو باہر نکلنا ہوگا۔

علامہ رمضان توقیر نے کہا کہ آج علی الاعلان اسرائیل کو تسلیم کرنے اور آسیہ مسیح کو رہا کیا گیا، اگر اہل دین میدان میں نہ نکلے تو ہماری آئندہ نسلیں ہمارے کردار سے نفرت کا اظہار کریں گی۔

جماعۃ الدعوۃ کے حافظ امیر حمزہ نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہم مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھ ہیں، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے ہماری جانیں، خاندان بھی قربان، مولانا عبدالغفار روپڑی نے کہا کہ جو حکومت ناموس رسالت کا تحفظ نہیں کر سکتی اسے حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

تنظیم اسلامی کے مرزا ایوب بیگ نے کہا کہ عمران خان سمیت تمام لادین لیڈروں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ مولانا عبدالمالک خان، انجینئر ابتسام الٰہی ظہیر، قاضی ظفر الحق، حافظ زبیر احمد ظہیر، پروفیسر محمد ابراہیم، سردار محمد خان لغاری، مہدی حسن، لال مہدی خان، مولانا اسداللہ بھٹو، مولانا محمد اسلم صدیقی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ذکر اللہ مجاہد، مولانا محمد امجد خان، میاں مقصود احمد، مولانا جاوید قصوری، مولانا عبدالغفور حیدری، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے بھی خطاب کیا۔ مولانا اسداللہ بھٹو، مولانا زاہد الراشدی، مولانا امجد خان، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، ڈاکٹر محمد شفیق، محمد انور گوندل پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی جس نے مشترکہ اعلامیہ تیار کیا۔ اعلامیہ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ نے پڑھ کر سنایا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کی دعا سے آل پارٹیز ختم نبوت اور ناموس رسالت کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

۱۵ رنومبر کو لاہور کے مال روڈ پر ملین مارچ ہوا، جس کی صدارت مولانا فضل الرحمٰن نے کی۔ اس میں علامہ ساجد میر، علامہ اویس نورانی، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا امجد خان، حافظ محمد ادریس، حافظ امیر حمزہ اور ذکر اللہ مجاہد سمیت تمام دینی جماعتوں کے راہنماؤں نے خطاب کیا، ملین مارچ کی کامیابی کے لئے جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جماعت اسلامی سمیت تمام دینی جماعتوں نے بھرپور محنت کی۔

☆☆..................☆☆

بقیہ:...... پاکستان کو سیکولر اور لبرل ملک بنانے کی کوششیں!

مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے مجھے ہمیشہ یہ شکایت رہی کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ لیکن غیر متوقع طور پر جب یہ سوالات سامنے آئے تو وہ بھی میدان میں اتر آئے، علم بغاوت بلند کر دیا، دو دن بعد وہ شہید ہو گئے۔ تو آنکھیں کھل رہی ہیں لوگوں کی۔ لوگ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ کہاں تک برداشت کریں؟ کہاں تک ہم رعایت دیں گے؟ تو اس حوالہ سے ہمیں طریقہ کار کے ساتھ اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی حکمت عملی وضع کرنا ہوگی تا کہ ہم اگلے اقدامات بہتر طور پر کر سکیں، اعلامیہ بھی طے ہو جائے اور یہ کہ کل ہمارا ملین مارچ ہو رہا ہے، مظاہرہ ہو رہا ہے تو ویسے تو ہم نے ۲۵ رنومبر کو سکھر میں اس کا اعلان کیا ہوا ہے تو وہ بھی پھر ہمارا مشترکہ ہی ہو جائے، کیونکہ پہلے تو ہمارے ساتھی شہید اسلام ڈاکٹر علامہ خالد محمود سومروؒ کی یاد میں کرنا چاہتے تھے لیکن اب وہ سوچتے ہیں کہ نہیں! ہم نے اعلان کیا ہے اور ہم اسے مشترکہ بنا دیتے ہیں اور اس میں ہم تمام مکاتب فکر اور مذہبی دنیا کو شریک کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے آگے مزید کہاں کہاں کرنا ہے، پشاور میں، کوئٹہ میں بڑے شہروں میں، لیکن یہ ایسا کیس ہے کہ اس کے لئے لمبی سانس لینا ہوگی۔ اگر ہم لمبی سانس نہیں لیں گے اور ایک دو مظاہرے کر کے ہم سمجھیں گے کہ معاملہ حل ہو گیا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ پھر ہم یہ سنجیدہ روش اختیار کر رہے ہیں، ہمیں سنجیدہ روش اختیار کرنے کے لئے ایک لمبی سانس کے ساتھ جنگ لڑنا ہوگی، دور رس نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنا لائحہ عمل مرتب کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین!۔

حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

حضرت حاجی عبدالوہابؒ کی وفات کا صدمہ دنیا بھر میں محسوس کیا گیا اور اصحاب خیر و برکت میں سے ایک اور بزرگ ہم سے رخصت ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاجی صاحب محترم دعوت و تبلیغ کی محنت کے سینئر ترین بزرگ تھے جنہوں نے حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ، حضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ جیسے بزرگوں کی معیت و رفاقت کی سعادت حاصل کی اور زندگی بھر اسی کام میں مصروف رہے۔ وہ حقیقی معنوں میں فنا فی التبلیغ تھے اور دعوت و تبلیغ کے تقاضوں، نزاکتوں اور اتار چڑھاؤ کو نہ صرف بخوبی سمجھتے تھے بلکہ کئی مشکل مراحل میں ان کی راہنمائی اور دعائیں مشکلات کے حل میں بروقت کام آ جاتی تھیں۔ دین یا دنیا کا کوئی کام اس قدر وسعت اور قبولیت حاصل کر لے تو اسی حساب سے مشکلات اور الجھنوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے جو کہ فطری بات ہے، البتہ حضرت حاجی صاحبؒ کی موجودگی ہمارے جیسے کارکنوں کے لئے اطمینان کا باعث ہوتی تھی کہ بات ایک حد سے آگے نہیں بڑھ پائے گی۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک بار حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے پوچھا تھا کہ امت میں رونما ہونے والے اجتماعی فتنوں کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہو تو ہمیں بھی بتاؤ۔ حضرت حذیفہؓ نے بے ساختہ جواب دیا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ایسے کسی فتنہ کا ہمیں ڈر نہیں ہے۔ مجھے آج کے حالات کے تناظر میں حضرت عمرؓ کے خلوص و دبدبہ کے اس پہلو کی ایک جھلک حضرت حاجی عبدالوہابؒ میں دکھائی دیتی تھی اس لئے جب حاجی صاحبؒ کی وفات کی خبر سنی تو جو دعائیں زبان پر جاری ہوئیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ بڑوں کے فوت ہو جانے پر جماعتوں، حلقوں اور اداروں میں جو مسائل کھڑے ہو جایا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ دعوت و تبلیغ کے اس عالمگیر عمل و محنت کو ان سے محفوظ رکھیں، آمین یا رب العالمین۔

میری ایک عرصہ سے حاجی صاحبؒ سے نیازمندی تھی اور ہمیشہ ان کی شفقتوں اور دعاؤں سے مستفید ہوتا تھا، اس کی ایک وجہ تو والد گرامی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کے ساتھ ان کی عقیدت و محبت تھی جس کا مختلف مواقع پر عملی اظہار میں نے دیکھا ہے، ان کی وجہ سے مجھے بھی محبت سے نوازتے تھے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا مفتی عبدالواحدؒ کا شمار بھی جماعت کے بزرگوں میں ہوتا تھا اور مجھے ایک عشرہ سے زیادہ عرصہ تک مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں ان کی خدمت کا شرف حاصل رہا ہے۔ وہ حاجی صاحب محترم کے ساتھیوں اور دوستوں میں سے تھے اور ان کے درمیان تعلق و محبت کے کئی مراحل کا میں شاہد ہوں۔

میرا ایک عرصہ سے تبلیغی جماعت کے ساتھ سال کے دوران ایک سہ روزہ لگانے کا معمول ہے اور یاد پڑتا ہے کہ شاید پہلا سہ روزہ میں نے ۱۹۶۳ء کے دوران گکھڑ کے قریب گاؤں کوٹ نورا میں لگایا تھا۔ ایک مرتبہ سہ روزہ کی تشکیل کے لئے رائے ونڈ حاضری ہوئی تو حضرت حاجی صاحبؒ نے ملاقات پر بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور جماعتی ساتھیوں سے کہا کہ اسے سہ روزہ کے لئے مرکز میں رکھو چنانچہ میں نے وہ دو تین روز مرکز میں ہی گزارے۔ کچھ عرصہ قبل گوجرانوالہ کے تبلیغی مرکز کی مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے تشریف لائے تو میں بھی حاضر تھا، بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔ حاجی صاحب محترمؒ خود تو دعوت و تبلیغ ہی کے لئے وقف تھے اور ان کا ایک ایک لمحہ اسی کے لئے گزرتا تھا مگر ملک کی عمومی دینی صورتحال پر ان کی گہری نظر ہوتی تھی، وہ حالات کے اتار چڑھاؤ اور دینی جدوجہد کی ضروریات سے آگاہ رہتے تھے اور مشوروں سے نوازتے رہتے تھے۔ دینی مدارس کی حوصلہ افزائی اور علماء کرام کی قدردانی کا خاص ذوق رکھتے تھے اور وقتاً فوقتاً اس سلسلہ میں ساتھیوں کو ہدایات دیتے رہتے تھے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور حکمت کا ایک پہلو ہے کہ جس روز رائے ونڈ میں حضرت حاجی عبدالوہابؒ کے جنازہ اور تدفین کی تیاری ہو رہی تھی اسی روز ہمارے ایک ساتھی مولانا عبدالوہاب کا واہنڈو میں نکاح تھا۔ ان کے والد محترم بتاتے ہیں کہ وہ اپنی شادی سے قبل ہی تبلیغ سے وابستہ ہوگئے تھے جس کی برکت سے نہ صرف ان کا خاندان بلکہ رشتہ داروں کا پورا ماحول دینی اعمال کے دائرہ میں آ گیا۔ انہوں نے اپنے ایک بیٹے کا نام حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے نام پر اور دوسرے بیٹے کا نام حاجی عبدالوہابؒ کے نام پر رکھا، جبکہ آٹھ بیٹوں کو دین کی تعلیم دلائی۔ مولوی عبدالوہاب جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فاضل اور الشریعہ اکادمی میں درس نظامی کے استاذ ہیں، ان کا نکاح واہنڈو میں والد گرامیؒ کے ایک مرید خاص بھائی سردار صاحب کی بیٹی سے ہوا اور برادر عزیز مولانا عبدالحق خان بشیر نے نکاح پڑھایا۔ میں آج اس عجیب اتفاق کے بارے میں سوچ رہا ہوں کہ حضرت حاجی عبدالوہابؒ تو رات ہم سے رخصت ہوگئے مگر ان کے نام پر جس بچے کا نام رکھا گیا اور انہی کی دعوت و تلقین کے باعث جسے عالم دین بنایا گیا وہ عبدالوہاب آج نئی زندگی کا آغاز کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت حاجی صاحبؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں اور دعوت و تبلیغ کی عالمی محنت کو ان کے خلوص اور راہنمائی کے دائرے میں مسلسل ترقیات و ثمرات عطا فرمائیں، آمین ثم آمین۔

(روزنامہ اسلام لاہور، ۲۱ نومبر ۲۰۱۸ء)

چوہدری عبدالرحمٰن کا سانحۂ ارتحال .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

موصوف دنیاپور کے قدیم جماعتی احباب میں سے تھے۔ دنیاپور میں اس وقت جماعتی کام شروع کیا جب قادیانیوں کا طوطی بولتا تھا۔ ان کے رفقاء میں سے صوفی عنایت علیؒ بھی تھے، جو بہت ہی متحرک اور فعال ورکر تھے۔ جناب جنرل ضیاء الحق کے دور میں جب امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہوا، جس کی رو سے قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے، یعنی نبی، علیہ السلام، صحابی، رضی اللہ عنہ، ام المومنین، امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین ایسے ہی وہ کلمات طیبہ اور آیات قرآنی اپنے مکانوں و دکانوں، عبادت گاہوں پر نہیں لکھ سکتے۔ قادیانیوں نے اس آرڈیننس کی خلاف ورزی شروع کی، اپنے مکانوں، دکانوں پر آیات قرآنی اور کلمات طیبہ لکھنا شروع کیا۔ جماعتی لحاظ سے دنیاپور بہاولپور زون میں شامل تھا اور اب بھی ہے۔ بہاولپور کا مبلغ دنیاپور، لودھراں، کہروڑپکا کے جماعتی معاملات کو سنبھالتا ہے۔ چوہدری عنایت علیؒ نے کئی مرتبہ درخواستیں دیں، لیکن پولیس کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی، دنیاپور پولیس آج کل پر ٹرخاتی رہی۔ چوہدری عنایت علیؒ بہاولپور تشریف لائے اور دنیاپور پولیس کی عدم توجہی بتلائی راقم نے انہیں کہا کہ اگر ہمت کریں تو کلمات طیبہ اور آیات قرآنی محفوظ ہو سکتی ہیں۔ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا ان شاء اللہ العزیز ہمت کروں گا۔ وہ ایم آر ڈی کا دور تھا۔ جناب نوابزادہ نصر اللہ خان، مولانا فضل الرحمٰن، جناب اصغر خان مرکزی راہنماؤں میں سے تھے اور مولانا حق نواز جھنگوی شہید کا طوطی بولتا تھا۔ راقم نے اشتہار چھپوا کر بھجوانے کا کہا کہ اشتہار بعد میں لگیں گے اور کلمات طیبہ پہلے محفوظ ہو جائیں گے۔ چوہدری صاحب آمادہ ہوگئے، راقم نے اشتہار چھپوایا: ''دنیاپور انتظامیہ کی نااہلی، سستی، کاہلی اور قادیانیت نوازی کے خلاف ''احتجاجی جلسہ'' مقررین: نوابزادہ نصر اللہ خان، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا حق نواز جھنگوی، جناب اصغر خان، مولانا اللہ وسایا مدظلہ، منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور زون (دنیاپور)۔''

راقم نے اشتہار بھجوائے۔ چوہدری عنایت علیؒ نے رات کو لگوا دیے۔ صبح کی نماز کے بعد ایس ایچ او پولیس نے چوہدری صاحب کا دروازہ کھٹکھٹایا چوہدری صاحب باہر آئے تو تھانیدار نے کہا کہ چوہدری تو نے ہائر اتھارٹی کے سامنے میری ناک کٹوا دی۔ چوہدری صاحب نے جواب میں کہا کہ یہ پروگرام میرا نہیں بلکہ میری ہائر اتھارٹی نے رکھا ہے، جو ملتوی نہیں کیا جا سکتا اور مدعوین بھی اتنی بڑی شخصیات ہیں جنہیں روکا نہیں جا سکتا۔ تھانیدار نے بہت منت سماجت کی اور جہاں جہاں کلمات طیبہ اور آیات قرآنی لکھے ہوئے تھے محفوظ کر دیے۔ چوہدری عبدالرحمٰن ان کے ساتھیوں میں سے تھے۔ قادیانیوں نے کوئی شرارت کی انتظامیہ نے اجلاس بلایا، جس میں قادیانی بھی شریک ہوئے۔ انہوں نے کوئی بات کی تو چوہدری عبدالرحمٰن نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا، اس پر تو تو میں میں ہوگئی۔ قادیانیوں نے ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر دی کہ چوہدری عبدالرحمٰن نے ہمیں یہ یہ کہا ہے، اسسٹنٹ کمشنر، ڈی ایس پی پولیس اور انتظامیہ کو بھی فریق بنایا۔ کیس کچھ عرصہ چلتا رہا پھر ختم ہوگیا۔ بہادر جماعتی ساتھی تھے ۵ نومبر کو ڈپٹی کمشنر نے لودھراں میں ربیع الاول کے سلسلہ میں میٹنگ بلائی، میٹنگ سے فراغت کے بعد دل کا دورہ پڑا جو طبی امداد ملنے سے پہلے جان لیوا ثابت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۶ نومبر کو دنیاپور جنازہ گاہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے سرانجام دیے۔ جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

امانت اور خیانت!

مفتی تنظیم عالم قاسمی

امانت داری ایمان کا حصہ ہے، جو شخص اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ کسی کی امانت میں خیانت نہیں کر سکتا۔ اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ اگر میں نے کسی کا حق دبا لیا یا اس کی ادائیگی میں کمی اور کوتاہی کی تو میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے، وہ یقیناً اس کا حساب لے گا اور اس دن جب کہ ہر شخص ایک ایک نیکی کا محتاج ہوگا حق تلفی کے عوض میری نیکیاں دوسروں کو تقسیم کر دی جائیں گی، پھر میری مفلسی پر وہاں کون رحم کرے گا؟ اس طرح کے تصورات سے اہل ایمان کا دل کانپ اٹھتا ہے اور پھر خیانت یا حق تلفی کرنے سے باز آ جاتا ہے؛ لیکن جس کے دل میں ایمان ہی نہ ہو یا ماحول اور حالات نے ایمان کی روشنی سلب کر لی ہو تو خیانت کرنے میں ایسے شخص کو کوئی تردد نہیں ہوتا! اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت داری کو ایمان کی علامت اور پہچان قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

''لَا إِیمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِینَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ.'' (سنن بیہقی)

ترجمہ: ''جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس شخص میں معاہدہ کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم کے متعدد مقامات پر امانت داری کی تاکید فرمائی ہے، ارشاد باری ہے:

''فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ۔'' (بقرۃ:۲۸۳)

ترجمہ: ''تو جو امین بنایا گیا اس کو چاہئے کہ اپنی امانت ادا کرے اور چاہئے کہ اپنے پروردگار اللہ سے ڈرے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں امانت داری کو تقویٰ سے جوڑ دیا ہے یعنی جس کو موت کے بعد کی زندگی حساب و کتاب اور عدالت الٰہی پر یقین ہو جس کے دل میں خوف خدا اور اس کی گرفت کا احساس ہو اسے چاہئے کہ امانت میں خیانت نہ کرے جس کا جو حق ہے پورا پورا ادا کر دے! اس لئے کہ اس دنیا میں خیانت کرنے والا قیامت کے دن چین و سکون سے نہیں رہ سکتا، وہاں ایک ایک کا حق ادا کرنا ہوگا اور بڑی دشواریوں کا سامنا ہوگا؛ لیکن جس کو آخرت پر یقین نہیں وہ جو چاہے کرے، دنیا میں چند روزہ زندگی کے بعد آخر اپنے کئے ہوئے پر افسوس ہوگا اور بڑے خسارے میں ہوگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے کہ زمانہ قیامت سے جیسے جیسے قریب ہوگا ایمانی قوت کم ہوتی چلی جائے گی اس کے نتیجے میں امانت داری بھی اٹھ جائے گی اور حال یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی بڑی بڑی آبادی ہوگی مگر امانت دار پوری آبادی میں ایک آدھ بڑی مشکل سے دستیاب ہوگا اور وہ بھی حقیقت میں امین نہ ہوگا۔ لوگ مثال کے طور پر کہیں گے کہ فلاں قوم میں ایک امانت دار شخص ہے، آدمی کی تعریف ہوگی کہ کیسا عقلمند، کیسا خوش مزاج اور کیسا بہادر ہے؛ حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان داری نہ ہوگی۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن)

امانت داری کی اس قدر اہمیت کے باوجود آج کے معاشرہ میں اسے کوئی وزن نہیں دیا جاتا، اچھے اچھے لوگ بھی جو عرف میں دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی امانت اور حق کی ادائیگی کا پاس و لحاظ نہیں رکھتے، انہیں اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ امانت کی حفاظت اور اس کا مکمل طور پر ادا کرنا دینی و شرعی فریضہ ہے، بعض لوگوں میں امانت داری کا جذبہ ہوتا بھی ہے تو وہ صرف مال کی حد تک محدود رہتا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس کسی کا مال رکھا ہو تو وہ اسے ادا کر دیتا ہے، عام طور پر لوگوں کا ذہن اسی مالی امانت کی طرف جاتا ہے؛ حالانکہ امانت کی اور بھی مختلف قسمیں ہیں، جن کی اہمیت بعض صورتوں میں مالی امانت سے بھی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ ان کی حفاظت بھی ایک مسلمان کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جتنی مالی امانت کی ہوتی ہے؛ اسی لئے فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ کی کنجی جب عثمان بن طلحہ بن عبدالدار شیبی کو دیئے اور ان کی امانت ان کو واپس کرنے کی تاکید کی گئی تو امانت کو جمع کے صیغے کے ساتھ استعمال کیا گیا، ارشاد باری ہے:

''إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔'' (النساء:۵۸) ''اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحقین کو پہنچا دیا کرو۔''

قابل غور بات یہ ہے کہ کنجی کوئی اہم مال نہیں؛ بلکہ یہ خانۂ کعبہ کی خدمت کی نشانی ہے جس کا تعلق مال سے نہیں عہدے سے ہے، پھر بھی اس کو امانت سے تعبیر کیا گیا اور پھر جمع کا صیغہ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ امانت کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں جن کی ادائیگی تمام مسلمانوں پر لازم ہے، ذیل میں امانت کی چند ایسی صورتیں بیان کی جارہی ہیں جن کی طرف عام طور پر لوگوں کا ذہن نہیں جاتا؛ چنانچہ وہ ان امانتوں میں خیانت کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور انھیں کسی معصیت کا خیال بھی پیدا نہیں ہوتا؛ حالانکہ شریعت کی نظر میں ان چیزوں میں بھی خیانت قبیح اور موجب گناہ عمل ہے جس سے ہر مسلمان کا بچنا نہایت ضروری ہے مثلاً:

نااہلوں کو عہدے اور مناصب سپرد کردینا:

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جس عہدہ اور منصب کا جو اہل ہو اسی کو وہ عہدہ سپرد کیا جائے؛ اس کے لئے سب سے پہلے غور کرنا چاہئے کہ اس کے ماتحتوں میں کون ایسا شخص ہے، جس میں پیش نظر ملازمت یا عہدے کی مکمل شرطیں پائی جارہی ہیں، ایسا کوئی شخص مل جائے تو وہی اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے لہٰذا کسی پس وپیش کے بغیر وہ عہدہ اور ملازمت اس کو سپرد کردیا جائے اور اگر مطلوب صلاحیت کا حامل کوئی شخص دستیاب نہ ہو تو موجودہ لوگوں میں جو سب سے زیادہ لائق وفائق ہو اس کو منتخب کیا جائے، غرض یہ کہ حکومت کے ماتحت جتنے بھی عہدے اور مناصب ہوتے ہیں وہ امانت ہیں اور ارباب حکومت اس کے امین ہیں، اگر حکومت نے اپنے ماتحت کسی شخص کو اس کا مجاز بنایا ہے تو وہ بھی امین ہے ان سب کو چاہئے کہ عہدے اور منصب پوری دیانت داری سے تقسیم کریں، صلاحیت اور شرائط کو اس کے لئے معیار بنایا جائے نہ کہ قرابت اور تعلق کو۔ اگر کسی شخص کو ذاتی تعلق یا سفارش کی بنیاد پر یا رشوت لے کر کوئی عہدہ اور منصب سپرد کیا جاتا ہے تو یہ خیانت ہے اور تمام ذمہ دار اس خیانت کے مرتکب ہوں گے، ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو عام مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی ہو پھر اس نے کوئی عہدہ کسی شخص کو محض دوستی وتعلق کے پیش نظر دے دیا، اس پر اللہ کی لعنت ہے نہ اس کا فرض مقبول ہے نہ نفل یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہوجائے۔ (جمع الفوائد)

نااہلوں کو عہدے سپرد کرنے سے گناہ تو ہوتا ہی ہے خود دنیوی اعتبار سے بھی نظام درہم برہم ہوجاتا ہے، اس سے مستحقین اور باصلاحیت افراد کے بجائے ناکارہ اور نااہل لوگ عہدوں پر فائز ہوجاتے ہیں ان میں کام کی صلاحیت نہیں ہوتی؛ اس لئے پورا شعبہ بگڑ جاتا ہے اور پھر عوام کے لئے یہ اذیت رسانی کا باعث ہوتا ہے، آج کل ملکی حالات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ نیچے سے لے کر اوپر تک تمام شعبوں میں کہیں رشوت اور سفارش اور کہیں تعلق اور قرابت کی بنیاد پر عہدے اور ملازمت تقسیم کی جارہی ہیں؛ یہاں تک کہ عصری تعلیم گاہوں میں اساتذہ کی تقرری میں رشوت کا لین دین عام ہوگیا ہے، اس کے نتیجے میں یہ تعلیم گاہیں باصلاحیت افراد سے محروم ہیں تقریباً تمام شعبوں کا یہی حال ہے، اس لئے حکومت کا نظام فساد کا شکار ہوگیا ہے اور آج ہر شخص اپنی جگہ بے چین ومضطرب نظر آرہا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ''اِذَا وُسِّدَ الاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ۔'' (صحیح بخاری:۵۹)''جب دیکھو کہ کاموں کی ذمہ داری ایسے لوگوں کو سپرد کردی گئی جو ان کے اہل اور قابل نہیں تو قیامت کا انتظار کرو۔''

یعنی جب نااہل افراد کو کوئی ذمہ داری یا عہدہ اور منصب سپرد کیا جائے تو فساد یقینی ہے اور اب دنیوی نظام کو فساد سے کوئی بچا نہیں سکتا؛ اس لئے اب قیامت کا انتظار کرو، اس میں خلافت سے لے کر ایک ادنیٰ ملازمت بھی شامل ہے۔

اس خیانت کا تعلق صرف حکومت اور سرکاری عہدوں سے ہی نہیں؛ بلکہ نجی کمپنی، انجمن اور عوامی اداروں سے بھی ہے جو ان اداروں اور کمپنیوں کو مفید اور بافیض بنانا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ جس کام کے جو لائق اور اہل ہے، اسے وہیں رکھا جائے، کسی بھی وجہ سے اگر کم تر صلاحیت والے افراد کو فوقیت دی جائے تو ادارہ کبھی ترقی نہیں پاسکتا، دینی مدارس میں بھی تقسیم اسباق اور دیگر امور میں اس اصول کو پیش نظر رکھنا چاہئے ورنہ اس سے تعلیمی نظام متاثر ہوگا اور ذمہ داران خیانت کے مرتکب ہوں گے۔

مزدور اور ملازمین کا کام چوری کرنا:

جو شخص کسی کا مزدور یا ملازم ہو اسے چاہئے کہ مالک اور ذمہ دار سامنے ہو یا نہ ہو مکمل دیانت داری کے ساتھ کام کرے، نہ تو وقت میں کمی کرے اور نہ کام میں سستی اور نہ ہی اپنی صلاحیت کو استعمال کرنے سے گریز کرے، ان تینوں میں سے کچھ پایا گیا تو خیانت شمار ہوگی؛

اس لئے کہ ایک ملازم کی صلاحیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے تنخواہ طے ہوتی ہے اگر اس نے کام کرنے میں پوری صلاحیت صرف نہ کی اور کسی بھی وجہ سے دلچسپی لئے بغیر محض ظاہری طور پر کام کر دیا تو کام میں وہ معنویت پیدا نہیں ہوگی جو ذمہ دار کو مطلوب تھی؛ اس لئے وہ تنخواہ بھی مشکوک ہو جائے گی اور خیانت کا بھی گناہ ہوگا۔

اسی طرح اگر مزدور و ملازم سے پانچ چھ گھنٹے کام کرنے کا وقت طے ہو جائے اور پھر کام کرنے والا وقت میں چوری کرے، وقت کے بعد آئے یا متعین وقت سے پہلے چلا جائے تو یہ بھی خیانت ہے، ایک مسلمان ملازم جو کائنات کے مالک کو سمیع وبصیر سمجھتا ہے اور اس پر پورا یقین رکھتا ہے اسے احساس ہونا چاہئے کہ اگر چہ میرا مجازی مالک اور ذمہ دار مجھے نہیں دیکھ رہا ہے؛ لیکن رب تو مجھے دیکھ رہا ہے، اس کی گرفت سے جو بچ گیا وہی کامیاب اور فلاح پانے والا ہے؛ اسی طرح کام میں سستی اور ٹال مٹول کرنا بھی خیانت ہے، وہ کام جو پانچ گھنٹے میں ہوسکتا تھا اس کو دس گھنٹے میں تکمیل کرنا؛ تاکہ مزید پیسے ملتے رہیں اور اس کے معاش کا مسئلہ حل ہوتا رہے، یہ بری سوچ اور ناپسندیدہ عمل ہے، امانت داری کا تقاضا ہے کہ مکمل تندہی سے کام کو انجام دیا جائے پورا وقت اور پوری طاقت اس کے لئے صرف کی جائے، ورنہ وہ مالک کے ساتھ خیانت کرنے کا مرتکب ہوگا اور اس کا بھی حساب روز محشر میں دینا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کے سفر میں دو لڑکیوں کی بکریوں کے پینے کے لئے پانی بھر دیا تو ان دونوں نے واپس جا کر اپنے بزرگ باپ سے ان کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بڑے امانت دار اور طاقت ور ہیں ان کو اپنے گھر میں ملازم رکھ لیجیے۔ قرآن نے اس کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

''یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ۔''(قصص:۲۶)

''اے میرے ابا! ان کو مزدور رکھ لیجیے اچھا مزدور وہ ہے جو طاقت ور اور امانت دار ہو۔''

اس آیت میں جہاں ملازم اور مزدور کے اوصاف کی طرف رہنمائی کی گئی ہے وہیں اس بات کی طرف بھی اشارہ موجود ہے کہ مزدور امین ہوتا ہے اسے کام کرتے ہوئے اپنی امانت داری کا مکمل ثبوت دینا چاہئے، اس سے خود اس کی زندگی خوشگوار ہوگی اور غیب سے اس کے رزق کے لئے بہتر انتظام کیا جائے گا۔

خاص مجالس کی بات کو عام کرنا:

چند لوگ کسی جگہ بیٹھ کر باتیں کریں اور پھر علیحدہ ہو جائیں تو اس مجلس کی تمام باتیں ہر ایک کے لئے امانت ہیں، کسی کے لئے جائز نہیں کہ اجازت اور رضامندی کے بغیر ان باتوں کو دوسروں کے سامنے نقل کرے اور اسے پھیلانے کی کوشش کرے؛ اس لئے کہ مجلس میں بہت سی راز کی باتیں ہوتی ہیں، بولنے والا بسا اوقات یہ چاہتا ہے کہ اس کے ان منصوبوں اور خیالات سے موجود افراد کے علاوہ دوسرے واقف نہ ہوں' اسے وہ راز میں رکھنا چاہتا ہے، ممکن ہے کہ اس کی باتوں کو پھیلا دیا جائے تو اس کو ذاتی نقصان ہو یا ملامت اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے، شریعت نے بھی اس کا لحاظ رکھا ہے اور مسلمانوں کو ہدایت دی ہے کہ کسی بھی راز کو راز میں رکھیں اس کو پھیلانے کی سعی نہ کریں' ہاں البتہ کوئی راز ایسا معلوم ہو جائے جس کا تعلق فتنہ اور فساد سے ہو جس سے دوسروں کا نقصان ہوسکتا ہے تو اس کو بتا دینا چاہئے، پھر ایسی مجلسوں کی باتوں کو محفوظ رکھنا جائز نہیں؛ بلکہ واجب اور ضروری ہے کہ دوسرے شرکاء اس کو عام کر دیں۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

''المجالس بالامانة الا ثلثة مجالس سفک دم حرام او فرج حرام او اقتطاع مال بغیر حق۔''(سنن ابوداؤد)

یعنی مجلسیں امانت ہیں مگر تین موقعوں پر، کسی کے ناحق قتل کی، یا آبروریزی کی یا کسی کا مال ناجائز طور پر لے لینے کی سازش ہو تو متعلقہ لوگوں کو اس سے آگاہ کر دیا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلسی بات کا تعلق جب تک کسی کی ایذا رسانی حق تلفی یا نقصان پہنچانے سے نہ ہو، اس کی حفاظت مجلس کے شرکاء پر ضروری ہے، اسے امانت سمجھ کر اپنے دل میں دفن کر دینا چاہئے بالخصوص وہ باتیں جن کے بارے میں محسوس ہو کہ متکلم اسے مجلس تک ہی محدود رکھنا چاہتا ہے؛ لیکن اگر مجلس میں ہونے والی باتوں کا تعلق راز سے نہ ہو؛ بلکہ عام باتیں ہوں جیسے دینی وشرعی مسائل' قرآن وحدیث کی باتیں' تاریخ وسیرت کی گفتگو وغیرہ تو ان باتوں کو عام کرنا اور لوگوں تک پہنچانا مستحب ہے؛ اس لئے کہ ان باتوں کو کوئی بھی چھپانا نہیں چاہتا اور نہ اس کے عام کرنے سے کسی کو تکلیف ہوتی ہے۔

(جاری ہے)

ازدواجی زندگی اور طلاق کی حقیقت

مولانا سیّد صہیب حسینی ندوی

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کا نظام اس طرح بنایا ہے کہ سب کی ضروریات پیدا کی ہیں اور ان ضروریات کو پورا کرنے کا طریقہ سکھایا ہے، جب ہم دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو جمادات، نباتات اور حیوانات کی شکل میں ہم کو تین اہم چیزیں نظر آتی ہیں، جب ان کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جمادات یعنی پہاڑ و ٹیلے گول دنیا کو تھامنے کے لئے بنائے گئے ہیں اور نباتات یعنی پیڑ پودے حسن و جمال، آب و ہوا کی صفائی اور انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور حیوانات اللہ کی صناعی اور قدرت کی نمونوں کے ساتھ ساتھ انسان کے لئے سواری اور کھانے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، نباتات کے اندر نمو اور اضافہ ہوتا رہتا ہے، ان کو بھی غذا کی ضرورت ہوتی ہے، ان کا نظام اللہ تعالیٰ نے جڑیں پیدا کرکے زمین کے اندر سے طاقت لے کر تنے کے ذریعہ ہر ہر ٹہنی اور پتوں کی رگوں کے ذریعہ اپنی طاقت حاصل کرتی رہتی ہیں اور حیوانات کو اللہ تعالیٰ خصوصی راہنمائی کے نتیجہ میں ان کی خواہشات ضروریات اور غذا کو پورا کرنے کے لئے ان کے ذہن کو چلاتا رہتا ہے اور وہ اپنی خوراک چل پھر کر حاصل کر لیتے ہیں، اسی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا ہے: ’’تغدو خماصاً وتروح بطاناً‘‘ یعنی خالی پیٹ صبح کو نکلتے ہیں اور بھرے پیٹ واپس ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بہت سی خصوصیات سے نوازا ہے اور دنیا کو اسی کے لئے سجایا ہے اور انسان کو اشرف المخلوقات کہہ کر حکم دے دیا کہ رب العالمین کے نظام کے مطابق زندگی گزارو اور اس دنیا سے فائدہ اٹھاؤ اور صحیح راہنمائی کے لئے قرآن کریم عطا فرمادیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو بہترین زندگی، کامل زندگی، بہترین اسوہ کہہ کر پیش کردیا اور آپؐ کے دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کو تیار کردیا جس نے دنیا پر حکمرانی کرکے نظام عدل و انصاف اور نظام حق کو کرکے دکھایا ہی نہیں بلکہ اس کو دنیا میں نافذ کرکے دکھادیا کہ دشمن بھی اعتراف حق پر مجبور ہوگئے۔

دین اسلام دین فطرت ہے، دین اسلام ہر ہر پہلو کی راہنمائی کرتا ہے اور ہر ہر شعبہ حیات کے لئے اصول وضابطے اور احکامات دیئے ہیں، عقائد، عبادات معاملات، معاشرت اور اخلاق کی ایسی تعلیمات دی ہیں کہ اگر ان پر عمل کرلیا جائے تو دنیا چین وسکون اور امن وامان کا گہوارا بن جائے گی اور ہم جتنا زیادہ دین اسلام کی تعلیمات سے دور ہوتے چلے جائیں گے تو اپنے لئے مصائب، پریشانیاں اور بے چینیوں کو جنم دیں گے، آخر میں نتیجہ یہ نکلے گا کہ:

نہ خدا ہی ملا اور نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر کے رہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر کھانے پینے اور خواہشات کا ذوق رکھا ہے، اس کو حاصل کرنے کے لئے راستے دکھائے ہیں، کھانے پینے اور بھوک و پیاس کے لئے رزق حلال، رزق طیب حاصل کرنے کا حکم دیا اور اس کی دعا بھی سکھائی ہے اور سختی کے ساتھ حرام سے بچنے کا حکم دیا اور اس سے پناہ بھی مانگی ہے اور حرام کو دوزخ کے انگاروں سے تشبیہ دی ہے اور اسی طرح طبعی نسوانی خواہش کے لئے نکاح کا ضابطہ پیش کردیا ہے اور اس فطری خواہش کو اچھی طرح پورا کرنے کے لئے سنن انبیاء اور ہماری سنت کہہ کر آپؐ نے اس کی مکمل تعلیمات اور احکامات دیئے ہیں اور اس کو عبادت بنادیا ہے اور اس کے خلاف کرنے پر بیزاری اور لاتعلقی کا اعلان فرمایا ہے، لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ ہم نکاح کے صحیح طریقہ کو جان کر اس پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں تاکہ ہماری زندگی دین و دنیا دونوں اعتبار سے بہتر سے بہتر ہوجائے اور دنیا چین وسکون

اور جنت کا نمونہ بن کر حقیقی آخرت والی جنت میں پہنچانے کا ذریعہ بن جائے ورنہ یہ نکاح بربادی، تباہ کاری، خودکشی، جلائے جانے اور طلاق کے بدنما اور وحشت ناک مناظر کو جنم دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

''فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً۔''

(النساء:۳)

ترجمہ: ''عورتوں میں جو تم کو اچھی لگیں ان سے نکاح کرو، دو سے تین سے یا چار سے اور اگر تم کو اس کا اندیشہ ہو کہ سب کے ساتھ عدل و انصاف نہیں کرسکتے تو صرف ایک ہی سے کرنا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تنکح المرأة لأربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدینها فاظفر بذات الدین تربت یداک۔''

ترجمہ: ''عورت سے شادی دینداری کی بنیاد پر یا مال ومنال کی بنیاد پر یا پھر حسن و جمال دیکھ کر کی جاتی ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ دین دار کو اختیار کرکے کامیابی حاصل کرو، اسی طرح ایک حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة'' (مشکوٰۃ:۲۶۷)(دنیا کی بہترین چیز نیک بیوی ہے)۔اس کے علاوہ نیک بیوی کی صفات بیان کرتے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اطاعت شعار، وفادار اور مرد جب بھی دیکھے خوش کردینے والی۔

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں مرد و عورت دونوں کو نیک وصالح ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور اپنے اپنے حقوق و ذمہ داریوں کو اچھے طریقہ پر ادا کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔

شریعت مطہرہ نے دین داری کے ساتھ ساتھ اس کا بھی حکم دیا ہے کہ اپنے رہن سہن اور معیار کو سامنے رکھتے ہوئے بیوی کا انتخاب کرنا تاکہ زندگی کا بیلنس برابر رہے اور گاڑی اچھے انداز سے دو پہیوں پر چلتی رہے اسی بات کو لفظ کفایت سے ادا کیا ہے۔

شادی میں اس بات کا بھی حکم دیا گیا ہے کہ نکاح اس نیت وارادہ سے کرنا ضروری ہے کہ ہمیشہ اپنے ساتھ اس کو رکھیں گے اور اگر چند دنوں اور چند سالوں کا ارادہ کیا تو نکاح حرام ہوجائے گا۔

جب ان باتوں کا خیال کرکے شادی کی جائے گی تو یہ ایسی عبادت بنے گی کہ آدھا ایمان صرف اسی کی وجہ سے محفوظ ہوجائے گا اور دائمی سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملتا رہے گا۔

جب لڑکا اور لڑکی نکاح کے ذریعہ ایجاب و قبول کرلیتے ہیں تو عورت کے مرد کے اوپر تین بنیادی حق لازم ہوجاتے ہیں:

۱:... کھلانے پلانے کی ذمہ داری۔

۲:... لباس کی ذمہ داری۔

۳:... گھر تک کی ذمہ داری۔

ان تینوں چیزوں میں شوہر کے معیار کو سامنے رکھتے ہوئے مکلف بنایا گیا اور حکم دیا گیا ہے کہ بھلے اور اچھے انداز سے برتاؤ کرنا، ارشاد ربانی ہے: ''وعاشروھن بالمعروف'' (النساء:۱۹)(بیویوں کے ساتھ اچھے انداز سے معاملہ کرو) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا کہ: ''خیر کم خیر کم لأھله و انا خیر کم لاھلی'' (مشکوٰۃ:۲۸۱)(تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہیں اور میں بھی اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہوں)۔

ان تین بنیادی ذمہ داریوں کے ادا کرنے میں جو بھی کوتاہی کرے گا اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی پکڑ ہوگی۔

عورت کے اوپر شوہر کے سلسلہ میں بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، لیکن اس سب کی بنیاد ایک چیز ہے، اگر عورت اس کو اختیار کرلے تو دین و دنیا کی کامیاب عورتوں میں اس کا شمار ہوگا اور وہ ذمہ داری شوہر کی اطاعت کرنا ہے، سب سے زیادہ عورت کو اس چیز کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے، فرمانبرداری کے ساتھ پیش آئے، حکم کو ماننے والی بنے، چاہے ہانڈی کے جل جانے کا خطرہ ہو، نافرمانی بالکل جائز نہیں ہے، نافرمان عورت جہنم کا ایندھن بنے گی اور فرمانبردار جنت میں جائے گی، یہ سب باتیں احادیث مبارکہ میں آئی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مزید سمجھانے کے لئے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ سجدہ کرے تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے لیکن کیونکہ سجدہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے، اس لئے بیوی کو حکم نہیں دیا گیا، سجدہ تو صرف اللہ تعالیٰ کو زیب دیتا ہے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

جب ہمارے سامنے زن و شوہر، میاں بیوی اور عورت و مرد کے بنیادی حقوق آگئے تو یہ جاننا آسان ہوگیا کہ جب گاڑی کے دونوں پہیے، زندگی کے دونوں چکر، گھر کی دونوں رونقیں اور عزت کے دونوں انمول نمونے اپنا اپنا کام صحیح طور پر کرتے رہیں گے اور اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہیں گے تو خرابی آنے، بگاڑ پیدا ہونے اور فتنہ وفساد کا امکان نہیں ہوگا اور زندگی کی گاڑی خوبصورتی کے ساتھ رفتار بھرتی چلتی رہے گی اور دوسروں کے لئے بھی بہترین نمونہ بن جائے گی، اسی بات کو زبان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے گھر سے تشبیہ دی ہے اور جب حقوق اللہ، حقوق العباد اور حق شوہر وحق بیوی میں کمیاں آئیں گی تو گھر جہنم کا نمونہ بننا شروع ہوگا، آہستہ آہستہ شیطان اپنا کام کرتا رہے گا، نافرمانی، بدزبانی، بدکلامی تو تو میں میں سے ابتدا ہوکر مار دھاڑ کے بعد طلاق کی بدنما شکلیں نظر آنا شروع ہوجائیں گی اور یہ لڑائی دو افراد سے دو خاندانوں کو برباد کرتے کرتے اسلام کے لئے بدنما داغ ثابت ہوگی اور دوسروں کو دین اسلام پر کیچڑ اچھالنے کا موقع فراہم کرے گی۔

دین اسلام فطرت ہے، دین انسانیت ہے، اس نے ان ساری تعلیمات کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ میاں بیوی کے مزاج نہ مل رہے ہوں، دونوں ایک ساتھ نہ رہ سکتے ہوں تو اس کے لئے علی الترتیب قرآن کریم نے چار باتیں کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد طلاق کی اجازت دی لیکن اس کو پسند نہیں کیا، اسی لئے زبان نبوت نے اس کی ترجمانی اس طرح کی ہے: ’’ابغض الحلال الی اللّٰہ الطلاق‘‘ (مشکوٰۃ:۲۸۳) (حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ نفرت طلاق سے ہے) طلاق کا آپشن اور اجازت صرف اس لئے ہے کہ عورت عزت کے ساتھ اپنے گھر چلی جائے اور دوسرے شوہر کو اختیار کرنے کا راستہ کھل جائے، مارے جانے جلائے جانے اور بے عزت کئے جانے سے محفوظ ہوجائے، آگے آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ طلاق کے کیا ضابطے ہیں، رخصت کس طرح کرنے کا حکم ہے اور عورت کو بعد میں کن چیزوں کی اجازت ہے۔

میاں بیوی آپس میں اپنے رشتہ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں، اگر شرعی وجہ سے بات نہیں بن رہی ہے تو قرآن کریم نے چار باتوں کا اس طرح حکم دیا ہے:

’’وَاللّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا‘‘ (النساء:۳۴)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر عورتوں میں نافرمانی پائی جائے، تو پہلا حکم یہ ہے کہ نصیحت کرو سمجھاؤ، اس کے باوجود نہ مانے تو دوسرے مرحلہ میں بستر الگ کرلو، تنہائی کا احساس دلاؤ، اگر عقل مند ہے تو مان جائے گی اور اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو تنبیہ کے راستے اختیار کرو چاہے ہلکی مار ہی مارنا پڑے، اس کے بعد قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر اطاعت کرنے لگیں تو پھر ان پر زیادتی کرنا جائز نہیں ہے۔

قرآن کریم نے ان تینوں سے اگر معاملہ حل نہ ہورہا ہو تو چوتھا حکم یہ دیا ہے کہ دونوں طرف کے ذمہ داروں کو جمع کرکے آخری حد تک صلح کی کوشش کرو، ارشاد ربانی ہے:

’’وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا‘‘

(النساء:۳۵)

ان چاروں راستوں کے بعد اگر بات نہیں بن رہی ہے تو گھر کو جہنم کدہ بنا کر رکھنا یا عورت کو پریشان کرتے رہنا یا مار ڈالنے کی کوشش کرنے سے بہتر یہ راستہ شریعت نے بتایا ہے کہ طلاق دے کر عزت کے ساتھ اس کو گھر واپس کردو اور طلاق کے لئے بھی اصول وضابطے اور احکامات دیئے ہیں کہ طہر کی حالت میں ایک طلاق رجعی دے کر اس کو چھوڑ دو اور گھر میں ہی رکھو، اگر آپس میں اب بھی بات بن جائے تو رجوع کرسکتے ہو ورنہ عدت کی مدت ختم ہوجانے پر ایک طلاق واقع ہوجائے گی، اس کے بعد دوبارہ نکاح کی صورت باقی رہے گی، عدت گزرنے کے بعد جب اس کو گھر بھیجا جائے تو قرآن کریم کہتا ہے کہ احسان کے ساتھ، عزت کے ساتھ اور احادیث مبارکہ میں اس کی تشریح یہ آئی ہے کہ کپڑا وغیرہ دے کر اس کو اس کے گھر پہنچادو تاکہ وہ عزت کے ساتھ دوبارہ اپنی زندگی کا آغاز کرسکے اور اپنا دوسرے سے نکاح کرکے گھر بسانا چاہے تو بسا سکتی ہے۔

اگر ہم قرآن و حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی گزار رہے ہوتے تو وہ صورتیں معاشرہ میں نہ پیدا ہوتیں جو ہورہی ہیں، آج ہم نے خانگی زندگی کو کھلواڑ بنادیا ہے، قرآن کریم کا مذاق اڑاتے ہوئے جس طرح جی چاہ رہا ہے،

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

قادیانی فتنہ

پس منظر اور پیش منظر

تیسری اور آخری قسط

محمود راجا، سجاول

’’ملازمت کے سلسلے میں کسی سے بھی امتیازی سلوک نہیں ہونا چاہئے۔‘‘ نگراں وزیر اطلاعات کا اشارہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی کی طرف تھا جنہوں نے حال ہی میں ۱۷۲ صفحات پر مشتمل ختم نبوت ترمیمی کیس کے تفصیلی فیصلے میں کہا تھا کہ: ’’شناختی کارڈ، برتھ سرٹیفکیٹ، انتخابی لسٹ اور پارلیمنٹ کے لئے حلفی بیان لئے جائیں اور یہ بھی کہ سرکاری اور نیم سرکاری اور حساس اداروں میں ملازمت کے لئے بیان حلفی کو یقینی بنایا جائے۔‘‘ ختم نبوت کے حوالہ سے اسلام آباد ہائی کورٹ کے اس فیصلے کو چار بڑے مسلکوں نے جن میں اہلسنت والجماعت کے دو مسلک دیوبندی، بریلوی کے علاوہ اہلحدیث اور شیعہ بھی شامل ہیں، اس فیصلے کو ایک بہترین فیصلہ قرار دیا اور خوشی کا اظہار کیا، علاوہ ازیں پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں میں اس فیصلے پر خوشی کا اظہار کیا ہے، اس لئے کہ پاکستان کوئی ’’خالہ جی دا ویہڑا نہیں‘‘ بلکہ ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہے۔‘‘ اور ایک اسلامی مملکت میں خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں کسی ڈاکو کو مسلمانوں کی صفوں میں زبردستی گھسنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ بیرسٹر علی ظفر کے مطابق: ’’سول سرونٹس (سرکاری ملازمین) سے کسی کو مذہب پوچھنے کا حق نہیں‘‘ کوئی ان سے پوچھے کہ کسی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنا باطل مذہب چھپا کر ملک اور قوم کو دھوکا دے؟ اور پھر اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے اس فیصلے میں مثالیں دے کر عقل والوں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے اور اس فیصلے میں لکھا ہے کہ پرویز مشرف کا پرسنل سیکریٹری (طارق عزیز) نامی قادیانی تھا، جس نے مختلف دفاتر اور آئینی اداروں میں قادیانیوں کو اہم عہدوں پر بھرتی کیا، حساس معاملوں میں شریک رہنے والے سابق پاکستانی ہائی کمشنر ’’واجد شمس الحسن‘‘ نے بھی اپنا مذہب چھپایا اور حال قریب میں اس نے قادیانیوں کے سالانہ اجتماع میں اپنے قادیانی ہونے کا اعتراف کیا۔ ایک قادیانی کا اپنا مذہب چھپا کر اعلیٰ منصب پر فائز ہونا، کیا اہل ترین مسلمان سول سرونٹس کے حقوق پر ڈاکا ڈالنا نہیں ہے؟ اور اس سے قبل بھی ’’ہیومن رائٹس کمیشن‘‘ میں اپنے ایک بیان میں مطالبہ کیا ہے کہ: ’’۲۰۱۸ء کے الیکشن میں قادیانیوں کو بطور مسلمان ووٹ کاسٹ کرنے کا حق دیا جائے، ورنہ اس کے بغیر الیکشن کو منصفانہ قرار نہیں دیا جاسکتا‘‘ سوال یہ ہے کہ ہیومن رائٹس کمیشن کو یہ حق دیا کس نے کہ جن قادیانیوں کو ایک جمہوری ملک میں پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہو، اسی حوالہ سے رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے منعقدہ اجلاس ’’مکہ مکرمہ‘‘ میں پوری دنیا کی مسلمان تنظیموں کے سربراہوں نے متفقہ طور پر یہ قرار دیا کہ ’’قادیانی مسلمان نہیں ہیں اور ان کا اسلام اور اہل اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں۔‘‘ انہیں بطور مسلمان ووٹ کاسٹ کرنے کی سفارش کرے۔

۱۳ ستمبر ۲۰۱۴ء کو عمران خان نے اپنے دھرنے کے دوران میاں عاطف قادیانی کو اپنی متوقع حکومت میں وزیر خزانہ بنانے کی خوشخبری دے کر قادیانیوں کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی، لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کی طرف سے سخت مزاحمت پر عمران خان نے یوٹرن لیتے ہوئے کہا کہ مجھے یہ پتا نہیں کہ میاں عاطف قادیانی ہے۔

میاں عاطف قادیانی جماعت کی تنظیم ’’خدام الاحمدیہ‘‘ میں آج دن تک خدمتیں سرانجام دے رہا ہے۔ قادیانی جماعت کے ہیڈ کوارٹر لندن میں قادیانی جماعت کے چیف کا مشیر ہے۔ آئی ایم ایف کے نزدیک میاں عاطف قادیانی دنیا کے ۹ ماہرین اکنامکس میں سے ہے۔ آئی ایم ایف آئندہ سال اسے اپنا اعزازی نوبل انعام دینا چاہتا ہے۔ نوبل ایک یہودی تھا، جس کے نام سے یہودیوں کی طرف سے یہ انعام دیا جاتا ہے۔ اس سے قبل قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام بھی یہ انعام وصول کرچکا ہے۔ ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے موجودہ حکومت کا ایک بار پھر ملکی معیشت کو راہِ راست پر لانے کے لئے آئی ایم ایف کے ممدوح میاں عاطف قادیانی کو ایڈوائزری کونسل کی اہم ممبری دینا، دانشمندی اور حالات اور واقعات کے رو سے ناقابل فہم تھا۔ جب پاکستان کے مسلمانوں نے قادیانی عاطف

میاں کو اکنامک ایڈوائزری کونسل میں تقرری کی مخالفت کی اور احتجاج کیا تو پی ٹی آئی حکومت کے وزیر اطلاعات فواد چوہدری کا میاں عاطف قادیانی کی وکالت میں احتجاج کرنے والوں کو انتہا پسند قرار دینا بھی ایک مسلمان کے اخلاقیات کے منافی تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ایک مرکزی راہنما نے عاطف میاں قادیانی کی موجودہ حکومت کی طرف سے اقتصادی کونسل میں تقرری پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کو ۷؍ستمبر ۲۰۱۸ء کو فتح عطا فرمائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عاطف میاں قادیانی کو اکنامک ایڈوائزری کونسل کا ممبر بنانا ملک کے آئین سے انحراف تھا۔ عاطف میاں قادیانی پاکستان کے ایٹم بم کو پاکستان کی معاشی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ عاطف میاں قادیانی کا بس چلے تو پاکستان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر بھارت کے سامنے پھینک دے۔ وزیر اعظم عمران خان نے یہودیوں کے اشارے پر عاطف میاں کو اقتصادی کونسل کا ممبر بنایا تھا لیکن مسلمانوں کے احتجاج پر میاں عاطف سے استعفیٰ لینا اچھی بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اس کو باہر نکالے، مسلمان قوم جاگتی رہے، اسی طرح اور وارداتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر عمران نے ملک کو ریاست مدینہ بنایا تو ساتھ دیں گے اور اگر ریاست مدینہ کے والی کی ختم نبوت پر حملہ کرنے کی کوشش کی گئی تو قوم کبھی معاف نہیں کرے گی۔

بیرونی ممالک میں قادیانیوں کی جاری سازشیں:

اسلام اخبار ۱۱؍جولائی ۲۰۱۸ء کی قادیانیوں کے بارے میں رپورٹ کے مطابق مغربی قوتوں بالخصوص امریکا، برطانیہ نے عرب دنیا میں مسلمانوں کے عقیدہ خراب کرنے کے لئے قادیانی لابی کی خاص ڈیوٹی لگادی ہے۔ اسلامی دنیا کے اہم ملک الجزائر میں گزرے ہفتے برطانیہ کے بین المذاہب امور کے قادیانی وزیر کی طرف سے ہم جنس پرستوں کی مبینہ حمایت اور تائید سے قادیانی اور برطانوی گٹھ جوڑ ظاہر ہو گیا ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق امریکی حکومت نے نیویارک میں ایک پرانی شاہراہ کا نام بدل کر قادیانیوں سے سے منسوب کر دیا ہے۔ قادیانی مرکز کے سامنے سے گزرنے والی شاہراہ پر ''احمدیہ وے'' کی تختی لگا کر امریکا میں لاکھوں مسلمانوں کی دل آزاری کی شرانگیز کوشش کی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق امریکا میں موجود اسلامی تنظیموں نے اس عمل کو خطرناک قرار دیتے ہوئے نیویارک بلدیہ کو باقاعدہ درخواست دی ہے کہ ایسا نہ کیا جائے، لیکن امریکی حکومت نے مسلمانوں کی درخواست کو کوئی بھی اہمیت نہیں دی ہے اور قادیانی کمیونٹی کی خواہش کو ترجیح دی ہے۔ دوسری طرف عرب میڈیا نے ایسی تصاویر اور ویڈیوز بھی جاری کی ہیں، جس میں امریکا کے مختلف علاقوں میں قادیانی کمیونٹی کی جانب سے بڑے بڑے سائن بورڈ لگائے گئے ہیں جن پر تمام گمراہ کن اور شرانگیز نوعیت کی پیشینگوئیاں کی گئی ہیں، جسے دیکھ کر امریکا کے مسلمان اس زہریلے پروپیگنڈا پر پریشان ہیں۔ امریکی حکومت کے ساتھ برطانوی حکومت نے بھی قادیانی فرقہ پر غیر معمولی نوازشوں کا سلسلہ جاری کر دیا ہے۔ مرزا طاہر کے داماد کو عراق اور شام میں عسکری تنظیموں کی سرگرمیوں کی تحقیقاتی کمیشن کی سربراہی دینے کے بعد برطانیہ نے مذہبی آزادی کے امور کے لئے اپنا خاص نمائندہ لارڈ احمد نامی قادیانی کو منتخب کیا ہے۔ برطانیہ کے ایلچی برائے مذہبی حقوق نے الجزائر میں قادیانیوں کے خلاف ہونے والی کارروائی کے خلاف سرگرمیاں شروع کر دی ہیں۔ الجزائر ذرائع ابلاغ کے مطابق قادیانی ایلچی الجزائری حاکموں کو قادیانی مخالف مہم ختم کرنے اور قادیانیوں کو کھلی آزادی دینے پر راضی اور آمادہ کر رہے ہیں۔ خیال رہے کہ الجزائر عرب دنیا کا واحد ملک ہے جس میں قادیانیوں پر اعلانیہ پابندی عائد ہے۔ الجزائر حکومت نے ۲۰۱۶ء میں ملک میں قادیانیوں کے خلاف باقاعدہ آپریشن بھی شروع کیا تھا۔ الجزائری انٹیلی جنس اور سیکورٹی اداروں نے قادیانیوں کو الجزائر کی قومی سلامتی کے لئے خطرہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانیوں کو بیرونی ممالک سے سپورٹ ہو رہی ہے۔ الجزائری ذرائع ابلاغ کے مطابق قادیانی اداروں نے ملک میں انتہائی غیر اخلاقی سرگرمیوں کے لئے چلائی گئی مہموں میں حصہ ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ گستاخ بلاگرز کی ختم نبوت کے متعلق نازیبا سرگرمیوں اور ان جیسی اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث افراد کے قادیانیوں سے تعلقات اور رابطے بھی ظاہر ہو چکے ہیں۔ خیال رہے کہ اہم اسلامی ملکوں میں دہشت گرد تنظیموں کے جرائم کی تحقیقات کے بہانے مغربی ممالک میں رہنے والے کو پروفیشنل قادیانیوں کو کئی اہم اور حساس ذمہ داریاں حوالے کرنے کا انکشاف ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں نمایاں واقعہ قادیانی ٹولے کے چوتھی خلیفہ مرزا طاہر کے داماد کو اقوام متحدہ کی طرف سے عراق میں

دہشت گرد تنظیم داعش کے جرائم کی تحقیقاتی کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔ ۳۱؍مئی ۲۰۱۸ء سے اس کی تعیناتی کے خفیہ حقیقی مقاصد تو بعد میں منظر عام پر آئیں گے، لیکن اب تک اس مقرر کئے گئے قادیانی کا ماضی اگر دیکھا جائے تو یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ اس شخص نے عالمی قوتوں کا نمائندہ بن کر کس قدر مظلوم مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں کہ امت مسلمہ کے لئے ''قادیانی فتنہ'' کس قدر خطرناک ہے؟ ماہرین کے مطابق برطانوی سامراج کے دور میں جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد اور دیگر اسلامی شعائر کے خلاف برطانوی استعمار کی مدد کی تھی آج بھی قادیانی مغربی سامراج کی پشت پناہی میں نہ صرف آئین پاکستان کو ختم کرنا چاہتے ہیں بلکہ پاکستان کو انتشار اور فسادات میں مبتلا کر کے ریاست پاکستان کو نقصان پہنچارہے ہیں۔ اس کا اندازہ برطانیہ میں قادیانیوں کی طرف سے برطانیہ کے ارکانِ پارلیمنٹ پر مشتمل بننے والی کمیٹی سے لگایا جاسکتا ہے جو کہ بظاہر پاکستان میں قادیانیوں کے بارے میں ہونے والے سلوک کی جانچ پڑتال کے لئے بنائی گئی ہے، لیکن اصل ہدف اس کمیٹی کا پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلے کو ختم کروانے کے لئے حکومت پر زور ڈالنا اور قادیانیوں کو سرکاری عہدوں پر مسلط کرنے کے منصوبوں پر عمل کرنا بھی شامل ہے۔ قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور پاکستان دشمنی کی داستان اتنی لمبی ہے کہ اس کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پاس قادیانیوں کی سازشوں کے بارے میں کتب موجود ہوں گی۔

اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کاوشیں بلاشبہ قابل قدر ہیں اور پاکستان اور بیرون ممالک دنیا بھر میں قادیانی سازشوں پر ان کی پوری پوری نظر ہے اور یہ وقتاً فوقتاً امت مسلمہ کو قادیانی سازشوں کے خلاف خبردار کرتے رہتے ہیں۔ حضرت مولانا انورشاہ کشمیریؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبدالکریمؒ بیر شریف والے، مولانا خان محمدؒ کندیاں شریف والے، پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا عبدالغفور قاسمیؒ سجاول والے، مولانا تاج محمودؒ اور ان جیسے ہزاروں اکابرین ختم نبوت کے تحفظ کے کام کو اپنی نجات کا سبب بتاتے تھے۔ مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرماتے تھے کہ: ''اگر ہم مسلمان تحفظ ختم نبوت کا کام نہ کریں تو ہم سے گلی کا کتا اچھا ہے۔'' مولانا انورشاہ کشمیریؒ دو باتیں فرمایا کرتے تھے: ''ایک یہ کہ تاریخ اسلام کا جس قدر میں نے مطالعہ کیا ہے، اسلام میں چودہ سو سال میں جتنے فتنے پیدا ہوئے ہیں، قادیانی فتنہ سب سے بڑا اور سنگین فتنہ ہے۔ دوسری بات یہ فرماتے کہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی خوشی ان لوگوں سے ہوگی جو کہ اپنے آپ کو اس فتنہ کے خلاف وقف کردیں، پھر جوش میں فرماتے کہ جو بھی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے خود کو وقف کرے گا، اس کی جنت کی میں ضمانت دیتا ہوں۔'' ☆☆

بقیہ:...... ازدواجی زندگی اور طلاق کی حقیقت

عورت سے برتاؤ کر رہے ہیں اور اگر طلاق تک نوبت پہنچتی ہے تو جو منہ میں آیا جس طرح آیا ادا کردیا اور دھکے دے دے کر صنف نازک کو ذلیل کرتے ہوئے گھر سے نکال دیا اور ظالمانہ طرز زندگی کو اختیار کرنے کی وجہ سے بدنامی، ذلت، پکڑ اور سختی ہمارا مقدر بن گئی، خود بھی ذلیل وخوار ہوئے اور پاکیزہ دین اسلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب تم قرآن وحدیث سے دور ہوگے، اس کے خلاف کروگے، ظالم بن کر زندگی گزاروگے تو اللہ تعالیٰ تم پر اس سے بڑا ظالم مسلط کردے گا اور پھر تمہاری دعائیں بھی مقبول نہیں ہوں گی۔

ہم نے ظلم وناانصافی کا راستہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر بڑے ظالموں کو مسلط کردیا اور انہوں نے ایسا قانون بنانے کی کوشش کی جو ہر اعتبار سے انصاف اور عقل سے ماورا ہے اور فطرت سلیم سے جنگ کرنے والا ہے۔ اصلاً یہ ایک سازش ہے جس کے ذریعہ مسلم معاشرہ کے خاندانوں اور گھروں کو برباد کرنے، بکھیرنے، آپس میں لڑانے اور کمر توڑ کر ختم کرنے کا منصوبہ ہے، ہمیں اپنے دشمنوں کو پہچاننا چاہئے، ان کے فتنوں اور دسیسہ کاریوں سے اپنے کو بچانا چاہئے اور یہ صرف اسی وقت ہوسکتا ہے کہ جب کہ ہم پورے کے پورے مسلمان بن جائیں، ہماری زندگی قرآن وحدیث کی روشنی اور اس کے دائرہ کے اندر گزرنے والی بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو فتنوں سے بچائے اور ہر ہر عمل شریعت مطہرہ کے دائرہ میں رہتے ہوئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو ظلم وناانصافی سے بچائے، آمین یارب العالمین۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں کا

احاطہ کرتی ایک مختصر سوانح حیات

تذکرہؒ

شہیدِ اسلام

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

ترتیب: شاہینِ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ضخامت: 407 صفحات

رعایتی قیمت: 150 روپے

ملنے کا پتہ:

دفتر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت ایم اے جناح روڈ، کراچی

رابطہ نمبر: 0213-2780340 / 0213-2780337